رجسٹرڈ ایل ۲۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہے یہ نورِ سرمد کا
عکس ہے یہ رخِ محمدؐ کا

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمدؐ کا

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَکُمْ وَقْتًا مُّسِیْحَۃً وَ اَمَّدَکُمْ مِّنْ اِزْدِیَادٍ

اے جہاں منتظر باش کہ آمد دلستاں
آں مسیح دورِ آخر مہدی آخر زماں

طلع البدر علینا من ثنیّۃ الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اَلْبَدْرُ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

نمبر ۴۴-۴۵ | بابت ۲۴ نومبر و یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

مہرِ او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصلِ دلدار ازل بے او محال
مقتدائے قولِ او در جانِ ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

از ملائک وز خبرہائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسلِ ربّ العباد
آں ہمہ از حضرتِ احدیت است
منکرِ آں مستحقِ لعنت است

معجزاتِ او ہمہ حق اندروست
منکرِ آں موردِ لعنِ خداست
معجزاتِ انبیائے سابقیں
آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں

ما بہ ازجان و دل ایمانِ ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یکدم از دوری ازاں ہر دوش گشت
نزدِ ما کافر ہست و خسران و تباہ

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت کرتے وقت بیعت کنندہ سے کہلواتے ہیں تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو کہ آپ کیا فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ سہ بار۔ آج میں احمدؑ کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ سہ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین

پھر اسکے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو

نوٹ: بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا نومبر و دسمبر ۱۹۰۴ء تک ۱۶ سال پورے ہوگئے ہیں جبکہ البدر اپنی دوری معنوں کیا تھا اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو آپ کی فتح و نصرت کا زمانہ ہے طبع ہوا

ضروری اطلاع

اس اخبار کے ہمراہ ایک چٹھی اور ایک کارڈ سابقہ خریداروں کے لئے ارسال ہے چٹھی میں چند ضروری عرضداشتیں ہیں جو ہر ایک کی توجہ کے لائق اور مالی نقصان کی تلافی کی تدبیر ہے جس کی شکایت بعض احباب نے بذریعہ خطوط کی تھی اور جسکی عام طور پر شکائیت سنی جاتی تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس سے بڑھکر اور کیا صفائی معاملات میں ہو سکتی ہے۔ کہ ہم حتے الوسع لوگوں کے مال واپس کرنے کو طیار ہیں اس چٹھی کو بغور مطالعہ فرماکر کارڈ کے ذریعہ سے جواب دیا جاوے کیونکہ نیا سال اور نئے معاملات ہیں اس چٹھی میں ہم نے خریداروں کو ۳ طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور خاص قسم کے خریداروں کے لئے ایک بیش قیمت کتاب سالانہ نذر کرنی چاہی ہے اور یہ سب اس لئے ہے کہ کارخانہ کا سٹاف مکمل ہوکر ہر ایک کی شکائیت رفع ہو۔ دین کی خدمت احسن طور پر ہو ہمارا وجود بہ نسبت پیشتر کے زیادہ نافع الناس ہو سکے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی شان جس جس طرح سے بذریعہ تقریروں وغیرہ کے ظاہر ہو رہی ہے۔ اور توحید کی عظمت کھل رہی ہے اور باطل پر موت آ رہی ہے وہ سب احسن اور اکمل طور پر ضبط ہوکر محفوظ ہو سکے جس کے لئے کثیر اخراجات اور بڑے سٹاف کی ضرورت ہے امید ہے کہ جناب اس چٹھی کو مطالعہ فرماکر اس کار خیر میں حتے الوسع کارخانہ کے ممد و معاون ہر پہلو سے ثابت ہوں گے۔ اور سب توفیق اللہ تعالیٰ کو ہے اور اسی کے فضل سے سب کام چلتے ہیں۔

خط و کتابت امدادی فنڈ

منشی عبد الحق صاحب احمدی بر بچھی شاہ سنکھترہ باوجود اسکے کہ آپ قلیل مشاہرہ پاتے ہیں تاہم انشراح صدر سے اجازت دیتے ہیں کہ ۱۹۰۵ء کی قیمت کے ساتھ ۱۹۰۶ء کی قیمت وصول کر لیجاوے

احمدی گجراتی جو کہ قادیانی اخباروں کے قابل قدر نامہ نگار ہیں دو خریدار البدر کو دیتے ہیں

منشی وزیر علی صاحب بھی فراخ دلی سے البدر کی خریداری کی درخواست ارسال کرتے ہیں آپ بمبئی میں ایک قلیل معاش کے آدمی ہیں مگر حضرت کے کلمات سے بہرہ ور ہونیکا شوق ہے کہ قادیان سے واپس جاکر اخبار ضرور چاہتے ہیں

بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک کمشنر آفس یوگنڈا نے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سال میں دس احباب کے نام اخبار اپنے خرچ پر جاری کرایا تھا۔ اس سال آپ پھر بڑی فراخ حوصلگی سے تحریر کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے نام اخبار جاری رہے اسلئے میں اپنے قلیل معاش دوستوں اور عزیز بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ البدر کی قدر بات سے مستفیض ہونیکے لئے پھر خدا تعالیٰ کا فضل بابو غلام محمد صاحب کی معرفت انکے شامل حال ہوا۔ لیکن گذشتہ سال میں مینے انکے ارشاد میں تصرف کرکے بعض لوگوں کے نام اخبار نصف قیمت پر جاری کیا تھا۔ اور اس سال میں کسی قسم کے تصرف کو پسند نہیں کرتا دس احباب کے نام اخبار بلا کسی قیمت کے جاری رہیگا

علاوہ ازیں بابو صاحب موصوف اپنا زر چندہ بابت ۱۹۰۶ء ہمراہ چندہ ۱۹۰۵ء دینے کا وعدہ فرماتے ہیں خدا ان کو جزائے خیر دیوے بابو صاحب موصوف کے ذریعہ جن لوگوں کو یہ فیض حاصل ہے۔ انکی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بابو صاحب کے لئے دعا فرماویں۔ استفادہ روحانی کے لئے وہ ایک خاص تبدیلی اپنی بعض باتوں میں چاہتے ہیں خدا تعالیٰ دلکو قوت اور طاقت دیوے اور اسکے لئے مناسب اسباب مہیا کرے یہ درخواست پر لطف ہے

منشی نواب خان صاحب ثاقب جنہوں نے حضرۃ مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر ایک مرثیہ جام شہادت نام سے تصنیف فرمایا ہے اس کی یکصد جلدیں البدر کی امدادی فنڈ میں دیتے ہیں ان کی قیمت ۲۵ روپیہ ہوتی ہے کارخانہ شکریہ کے ساتھ قبول کرتا ہے

ان تمام معاونین کے لئے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اور رحمت ان سب کے شامل حال ہو۔ آمین۔

تبدیلی پتہ ۔ حکیم شاہنواز صاحب احمدی جو کہ راولپنڈی میں مطب کرتے ہیں۔ عام اطلاع کیلئے ذیل کا پتہ اعلان کرتے ہیں۔

حکیم شاہنواز متصل سرائے دیوان چند سہگل چوکی پولیس نمبر ۶

میں مسلمان ہو گیا

یعنے کتاب اختیار الاسلام جس میں جناب عبد الرحمن صاحب ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان نے مذہب سکھ اور آریہ کو ترک کرنے اور اسلام کو اختیار کرنیکے وجوہات بڑی وضاحت سے تحریر کئے ہیں جسکے ضمن میں حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے اثبات دعاوی اور آریہ مذہب کے ابطال پر بڑی روشنی ڈالی گئی ہے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ماہ مئی ۱۹۰۳ء میں ایک ماہوار رسالے کے ذریعہ اس قسم کے مذہبی تواریخ کا سلسلہ تجویز کیا تھا اور الحمد للہ کہ آج اس آرزو کو ایک رنگ میں پورا ہوتے دیکھتے ہیں حضرت مولانا نور الدین اور مولانا عبد الکریم صاحب نے اس کتاب کو بہت پسند کیا ہے۔ ماسٹر صاحب کو اسکا نام "میں مسلمان ہو گیا" الہاماً بتلایا گیا ہے۔ امید ہے کہ احمدی جماعت اس کتاب کو خرید کر دیگر مذاہب کے لوگوں میں اشاعت کریگی مگر اس غرض کی تکمیل کیلئے مصنف کو ضروری ہے کہ قیمت میں خاص رعایت رکھے پہلا حصہ جسکی قیمت ۳/ ہے ایک صد صفحہ کا ہے۔ اور عنقریب شائع ہو گیا ہے درخواست جلد ماسٹر صاحب کے نام آوے۔

عید - عید - عید

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرم - السلام علیکم - و رحمۃ اللہ و برکاتہ عید الفطر کا مبارک دن گذر چکا ہے اسواسطے میں آپ کو بر موقعہ یاد دلاتا ہوں چندہ عید فنڈ ایک روپیہ علاوہ فیس احمدی ممبر اور صدقہ فطر مدرسہ کے یتامے اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کرکے جسقدر جلد ہوسکے بنام مہتمم مدرسہ ارسال فرمادیں بسبب کالج بننے اور مدرسہ کے سرکاری منظور ہو جانیکی عمارت اور سامان اور ملازمین مدرسہ اور وظائف غربا اور کتب خانہ وغیرہ امور کیواسطے بہت فنڈ کی ضرورت ہے جس کا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے والسلام

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

ملفوظات حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام

ذیابیطس کی مرض کا ذکر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مجھے سخت تکلیف تھی ڈاکٹروں نے ہمیں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اُسے تو اکثر فاسق فاجر لوگ بناتے ہیں اگر اس سے ضرر ہوتا ہو تو تعجب کی بات نہیں مگر عسل (شہد) تو خدا کی وحی سے طیار ہوتا ہے اسلئے اسکی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی اگر یہ انکی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاءٌ لِلنّاس فرمایا جاتا مگر نہیں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے پس یہ خصوصیت اسکے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اسکی طیاری بذریعہ وحی کے ہے اسلئے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہو گی تو خود وہ مفید اجزا اکو ہی لیتی ہوگی اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اُسے پیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتٰے کہ میں چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپکو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لیکر باغ تک چلا گیا اور وہاں دو رکعت اشراق نماز کی ادا کیں ؛

خدا تعالےٰ کے ان صفات۔ رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین پر توجہ کیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجیب خدا ہے پھر جسکا رب ایسا ہو کیا وہ کبھی نامراد اور محروم رہ سکتا ہے رب کے لفظ سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ دوسرے عالم میں بھی ربوبیت کام کرتی رہیگی۔

جہاں اسباب غیر مؤثر معلوم ہوں وہاں دعا سے کام لے۔

۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء۔ بوقت ظہر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی رویا سنائی۔

میں نے ایک عقیدہ بندھا ہوا ہے مگر وہ بالکل مفید نہیں ہے کچھ کچھ میلا ہے۔ کہ اس اثناء میں مولوی صاحب نماز پڑھانے لگے ہیں اور انہوں نے سورہ الحمد جہر سے پڑھی ہے اور اُسکے بعد انہوں نے یہ پڑھا۔ **الفارق وما ادراک ما الفارق**

اسوقت مجھے یہی معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف ہی سے ہی ہے۔

ایک اور الہام ہوا۔ روز نقصان بر تو نیاید۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی بعض آریوں نے بہت ہی گندے کلمات قرآن شریف اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اندھی میں جب ابال آتا ہے تو پھر بہت جلدی بیٹھ جایا کرتا ہے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اسلام جیسا مذہب جس خدا کو پیش کیا ہے۔ اس کے مقابل پر اور بھی کوئی خدا مانا جا سکتا ہے اسلام کا خدا کل کمالات کا مالک ہے۔ اور جبکہ روح اور اُسکے خواص سب خود بخود ہیں تو وہ خدا کو کہہ سکتی ہے کہ تیرا مجھپر کیا حق ہے جو تو مجھکو کسی قسم کی سزا دیسکے خدا شناسی میں ان لوگوں کی حالت دہریوں سے ملتی ہے اور یہ لوگ ہیں تو کنجروں کو مات کر دیا ہے

انہوں نے ہر ایک بات پر اعتراض کا ٹھیکہ لے لیا ہے حالانکہ ایک عارف آدمی اسباب کا ہرگز قائل نہ ہوگا کہ کل اسرار الوہیت کو کوئی سمجھ سکے مثلاً اسقدر جو مخلوقات موجود ہے اور قسم قسم کے پتھر۔ بوٹیاں اور اشیاء ہیں کیا کوئی دعوے کر سکتا ہے کہ میں نے ہر ایک کے خواص پر احاطہ کر لیا ہے اور جو کچھ میں نے معلوم کیا ہے اس سے بڑھکر اب اور کوئی حکمت الٰہی اسمیں ہرگز نہیں ہے اس لئے حق کے طالب کو چاہئے کہ وہ بات جس سے ایمان وابستہ ہوتا ہے اختیار کرے اور اُسے سمجھے اور دوسری باتوں کیلئے پھر عقل کو تسلیم کرے جوں جوں خدا تعالیٰ بصیرت دیگا توں توں اس کا علم بڑھیگا یہ نادانی ہے کہ انسان کے جسم کے اندر جسقدر قوائے ہیں انکی حکمت اور خواص پر تو نظر نہ کیجاوے اور باتوں کے پیچھے ہوئے یا اس قسم کی باتوں پر اعتراض کیا جاوے

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

سیالکوٹ سے واپس ہوتے ہوئے حضرت اقدس نے معہ ہمراہیاں سفر کے رات کو بٹالہ میں قیام فرمایا تھا بٹالہ کی احمدی جماعت نے اس موقعہ پر حسن خدمات کا نمونہ اول مرتبہ حاصل کیا۔ زیر اہتمام قاضی نعمت علی صاحب احمدی اور چند دیگر احباب ریلوے ٹرین سے اترتے ہی چاء اور عمدہ کھانا طیار ملا۔ چارپائی اور مکان کا انتظام جو کہ سٹیشن کے متصل سرائے میں کیا گیا تھا نہایت عمدہ تھا جس سے کسی قسم کی تکلیف کسی صاحب کو نہیں ہوئی افسوس ہے کہ یہ خبر سیالکوٹ کے حالات قلمبند کرتے ہوئے رہ گئی۔

مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۴ء۔ ایک شخص کیطرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہیں اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہو گئے ہیں یہ اپنی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہیں فرمایا انکی بیقراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے دیکھو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچے ہوں ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اُسکا اپنا پیارا۔ تو کیا وہ اس اجنبی بچہ کیخاطر اپنے بچہ سے محبت چھوڑ دیگا نہیں۔ بلکہ ہرگز نہیں۔ پس جبکہ انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہیں بالکل خدا کا ہو جانا تو کسی حالت میں اس سے بیوفائی نہ کرنا پھر اولاد کے حق میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے انّما اموالکم واولادکم فتنۃ تمہارے مال اور اولاد تمہاری دشمن ہیں ان سے ڈرتے رہو کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو یا بدکار ہو۔ چور یا ڈاکو بن جاوے مر جاوے تو پھر ویسے ابتلا آجاتا ہے پس یہ حالت ہی موجب فتنہ اور فساد ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے۔ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ دیکھو آنحضرت کے ۱۲ بچہ فوت ہوئے ایمان تو وہ ہوتا ہے جسمیں لغزش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے ہاں اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوے کر سکے اور وہ کیوں ایسا دعوے کرتا ہے۔ ہم نہیں جان سکتے کہ ہماری اولادیں کیسی ہونگی صالح ہونگی۔ یا بدمعاش۔ اور نہ ان کے ہمپر کوئی احسان ہیں اور خدا کے تو پھر لاکھوں لاکھ احسان ہیں پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کیطرف تعلق لگاتا ہے۔ ہاں خدا کے حقوق کے ساتھ مخلوق کے حقوق کا بھی خیال رکھو اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پھر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بھی نہیں آتا وہ بھی تو وہاں ہی آجاتا ہے جہاں اسکو تھوڑی سی بھی گنجایش مل جاتی ہے جب خدا کو مقدم رکھا جاوے تو برکات کا نزول ہوتا ہے ہر ایسی دوستی اگر تم ادنےٰ باتوں میں بدعہدی اور جھوٹ اور عہد شکنی سے کام لو تو وہ تمہیں کبھی نہیں رکھیگا پھر وہ تو رب العالمین اور احکم الحاکمین اور رب العزت ہے ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات یعنے ثمرات سے مراد اولاد ہے۔ اور یہ خدا کیطرف سے ابتلا ہوتے ہیں اور یہی انسان کا امتحان ہوتا ہے ایسی ہی باتیں اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے۔ توبہ استغفار سے اسکی کثرت کرو اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین پڑھا کرو۔ اور اسکی کثرت کرو خدا تعالےٰ نعم البدل عطا کریگا۔ خدا کا دامن نہ چھوڑنیوالا گنہگار ہو کر بھی بخشا جاتا ہے۔ ہاں تعلق توڑنا بری بات ہے اور یہ زہر قاتل ہے پس توبہ استغفار کرو۔ اور نماز میں دعائیں کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ تمہارا ا

درخواست دعا۔ ہمارے دوست مفتی محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ایک عرصہ سے عارضہ میں مبتلا ہیں نسبتاً بہتر کچھ خفیف ہے مگر درخواست ہے کہ ان کیلئے دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالےٰ صحت کامل عطا کرے۔

ایسے ہی محمد علی خان صاحب شاہجہانپوری ابتلا کا نشانہ ہو رہے ہیں انکیلئے بھی احباب دعا فرماکر خدا تعالیٰ ماجور ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مومن جو دعا دوسرے کیلئے کرتا ہے خدا اُسے بھی وہ شئی یا دعا ایسے عطا کرتا ہے۔

خبر احمدی کے چھپے کاغذ کی نسبت صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ کرو۔

۲۹ نومبر ۱۹۰۴ء

نماز کے متعلق ایک اور ضروری مسئلہ

[illegible]

پیش آتے ہیں جس سے کسی دوسرے کی جان یا خود اپنی جان کا اندیشہ یا کوئی اور نقصان عظیم الشان جس کا اثر انسان کے دین پر پڑے ہو جانیکا احتمال ہو تو ایسی صورت میں انسان کیا کرے۔ یہ امر ذیل کے استفسار اور اس کے جواب سے واضح ہوگا۔ استفسار میرے ایک دوست ڈاکٹر محمد علی خان صاحب نے افریقہ سے کیا ہے جبکہ خود ہسپتال میں ایک ایسا واقعہ ہوا اور مسئلہ کی عدم واقفیت کیوجہ سے ایک شخص کو اسکی ملازمت سے موقوف ہونا پڑا خدا تعالیٰ اس بیچارہ کو نیک اجر دے اگرچہ اسکو علم نہ تھا مگر نیت اسکی الٰہی احکام کی تعظیم کی تھی۔

وہ استفسار اور جواب یہ ہے

کہ اگر ایک احمدی بھائی نماز پڑھ رہا ہو۔ اور باہر سے اسکا افسر آجاوے۔ اور دروازہ کو ہلا ہلا کر اور ٹھونک ٹھونک کر پکارے اور دفتر یا دوائی خانہ کی چابی مانگے تو ایسے وقت میں اُسے کیا کرنا چاہیئے ایسی وجہ سے ایک شخص نوکری سے محروم ہو کر ہندوستان واپس کیا گیا ہے۔

جواب۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ ایسی صورت میں ضروری تھا کہ وہ دروازہ کھولکر چابی افسر کو دیدیتا (یہ ہسپتال کا واقعہ ہے اور اس لئے فرمایا) کیونکہ اگر اسکے التوا سے کسی آدمی کی جان چلی جاوے تو یہ سخت معصیت ہوگی۔ احادیث میں آیا ہے کہ نماز میں چلکر دروازہ کھول دیا جاوے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ایسے ہی اگر لڑکے کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہو یا کسی موذی جانور سے جو نظر پڑتا ہو ضرر پہونچتا ہو۔ تو لڑکے کو بچانا اور جانور کو مار دینا اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہے گناہ نہیں ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ گھوڑا کھل گیا ہو تو اُسے باندھ دینا بھی مفسد نماز نہیں ہے۔ کیونکہ وقت کے اندر نماز تو پھر بھی پڑھ سکتا ہے۔

نوٹ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اشد ضرورتوں کے لئے نازک مواقع پر یہ حکم ہے یہ نہیں کہ ہر ایک قسم کی رفع حاجت کو مقدم رکھکر نماز کی پرواہ نہ کیجاوے اور اسے بازیچہ طفلاں بنایا جاوے ورنہ نماز میں اشتغال کی سخت ممانعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک دل اور نیت کو بخوبی جانتا ہے

مقدمہ کے متعلق

مقدمہ کے متعلق اہل ناظرین کو پہلے لکھ چکے ہیں ۲۹ نومبر ۱۹۰۴ء کو پیشی کیلئے تاریخ مقرر تھی مگر جناب سیشن جج صاحب نے دو تین اپیل عورتوں کے تاریخ مقررہ سے پہلے ہی فیصلہ کر دیا اور ۷ جنوری کی تاریخ مقرر کر کے فریق ثانی کو اطلاع دی ہو گئی ہے کہ ۷ جنوری کو مقدمہ انشاء اللہ پیش ہوگا۔

حالات جلسہ سیالکوٹ

کچھ تو بیماری اور بعض دیگر مجبوریوں کیوجہ سے میں حضرت اقدس کے ہمراہ سیالکوٹ نہ جا سکا تھا اور جن ایام میں پہونچا تو بھی بیمار ہی تھا۔ اسلئے مفصل احوال کو قلمبند اور نوٹ نہ کر سکا یہ حالات چونکہ ہمعصر الحکم نے بسط سے لکھے ہیں اس لئے اُسکے بعض بعض حصے ایسے ناظرین کیلئے جنکے پاس الحکم نہیں جاتا درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت کا جلوس | یوں تو کل یوم ھو فی شان۔ ہوتا ہی ہے مگر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کی صبح سیالکوٹ میں عجیب و غریب صبح تھی جو لا انتہا برکات اور ساتھ ہی لعنت کو لئے ہوئے اہل سیالکوٹ کیواسطے آئی تھی سعادتمند دل خدا ترسوں نیکدل راستی اور سلامتی کے فرزندوں کے واسطے برکات کا تحفہ پیش کر رہی تھی دشمنان حق اور خدا تعالیٰ کے سرکشوں اس کے ماموروں کے دشمنوں کیلئے ان کے حسب حال برا نتیجہ پیش کرنیوالی تھی آج وہ دن تھا کہ حضرۃ حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لیکچر گاہ کو جانیوالے تھے اور خدا تعالیٰ کے تازہ فضلوں اور انعامات کو پیش کرنیوالی تھی۔ اسلئے صبح ہی سے بازار کی دورویہ دوکانیں بام و در جدہر نظر اٹھاؤ آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے مخالف ملاں جسقدر وعظ کہکر لوگوں کو زیارت سے روکتے تھے اسیقدر زور کیساتھ لوگ ادہر آرہے تھے قریباً ساڑھے چھ بجے ، علی حضرت اپنے ایوان سے نیچے اُترے۔ ملاقات کرنیوالے ایکدوسرے پر گرے پڑتے تھے آخر یہ انتظام کیا گیا کہ اسوقت مصافحہ کرنیوالوں کو روکدیا جاوے۔ حضرت ابھی مکان سے اترے نہ تھے کہ ایک شخص میاں نیاز علی نام نے حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب کے توسط سے نہایت عجز و الحاح سے عرض کیا کہ حضور جب لیکچر گاہ کو تشریف لے چلیں تو میرے گھر میں قدم ضرور رکھدیں تاکہ آپ کا مبارک قدم میرے گھر میں برکات کا موجب ہو چنانچہ باراوت و عقیدت حضرت اقدس کو اس کے گھر لے گیا اور وہ تین منٹ اس کے گھر میں ٹھہر کر حضرت تشریف لے آئے

روانگی لیکچر گاہ کو | اور اپنی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے ہوئے تھے بازار میں گاڑیوں کا اچھا خاصہ سلسلہ تھا قریباً پندرہ سولہ گاڑیاں یکے بعد دیگرے کھڑی تھیں۔

مسیح اور مسیح موعود | اس نظارہ کو دیکھکر بہاں غیرت یسوع ناصری یاد آ گیا۔ جو نہایت حسرت بھری لہجے میں کہتا ہے۔

آہ! لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے گھونسلے ہیں پر ابن آدم کو جگہہ نہیں کہ اپنا سر دھرے یہ الفاظ یا اسی کے ہم معنی الفاظ کیسے شکستہ خاطر اور گمنام شخص کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں [illegible] عجیب خدا داد شان اور شوکت کیساتھ جلوہ گر ہوا ہے وہ گمنام تھا لیکن ان کا نام آفاق میں پھیلایا گیا اسکے موافق جو خدا نے اُسے کہا کہ میں تیرا نام آفاق میں پھیلا دونگا وہ تنہا تھا لیکن لاکھوں انسانوں کو اس کا خدا کھینچ کر اسکے قدموں پہ زندہ کرنیکے لئے لے آیا۔ اسی کے موافق جو پہلے سے کہا تھا۔ کہ یاتون من کل فج عمیق ٭ ویاتیک من کل فج عمیق ٭ انہیں باتوں کو مدنظر رکھکر اور دوسرے وجوہات فضیلت کو دیکھکر ہم کہتے ہیں کہ خدا کے جری کو سزاوار ہے اور فی الحقیقت سزاوار ہے جو کہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑدو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس دورویہ انسانوں کی سڑک میں یہ جلوس گذرا لوگ گاڑیکے ساتھ بھاگے جاتے تھے اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کچھ عجب نہیں کہ کئی بیچارے مجروح ہوئے ہوں مگر یہ عجیب **کشش اور جذب** تھا کہ ایسی حالت میں بھی لوگوں کو کھینچے لئے جاتا تھا دوکانیں اس روز جلسہ میں شریک ہونے کی خوشی یا شوق کیوجہ سے بند تھیں اور وہاں آدمی ہی آدمی کھڑے نظر آتے تھے۔

پھر لیکچر گاہ | یہ سارا جلوس لیکچر گاہ میں داخل ہوگیا۔ اسوقت لوگوں کا اضطراب اور کشمکش بھی عجیب لطف بخش تھی ہر شخص کوشش کرتا تھا کہ میں ایسی جگہہ پر بیٹھوں جو قریب تر ہو جہاں سے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور معزز لیکچر پڑھنے والے کو دیکھ سکے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ دونو اسی سرزمین سیالکوٹ میں اپنی عمر کا نمایاں حصہ بلکہ وہ حصہ جو عنفوان شباب کا حصہ کہلاتا ہے گذار چکے تھے۔ یعنی حضرت اقدس مسیح موعود بھی سیالکوٹ میں چوتھائی صدی بیشتر کے قریب رہ چکے تھے اور حضرۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تو خاص سیالکوٹ کے باشندے اور وہیں کے رہنے والے ہیں حاضرین اور باشندگان سیالکوٹ کی نگاہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت اور تکریم تو بہرحال ہونی ہی تھی مگر سیالکوٹ میں مولوی عبدالکریم صاحب بھی خاص عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں جو مولویصاحب کی پاک سیرت کا عمدہ گواہ ہے۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ نمایاں جگہہ حاصل کروں اور جہانتک جس سے ممکن ہوا وہ اپنے اس مقصد کی کوشش کرتا رہا۔

حضرۃ اقدس لیکچر گاہ میں جیسا کہ ابھی ہم نے اوپر بیان کیا ہے لکڑی کے پلیٹ فارم پر ایک نمایاں جگہ پر ایک کرسی بچھی ہوئی تھی اسپر اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ جبہ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے آپ کا نورانی چہرہ عرض بصر کا علمی سبق دینے والی آنکھیں ناظرین اور سامعین کو اپنی طرف خصوصیت سے متوجہ کر رہی تھیں آپ کی شکل و شباہت انبیاء بنی اسرائیل کا سا نمونہ دکھا رہی تھی غرض حضور کچھ اس شان سے جلوہ افروز تھے کہ ہمارا قلم اُسے ادا نہیں کر سکتا۔ دل بے اختیار آپ کیطرف کھینچے جاتے تھے۔ ہم اپنی اندرونی کیفیت کا ذکر کر سکتے ہیں کہ اسوقت خواہ نخواہ نیکی۔ خدا ترسی۔ نوع انسان کی ہمدردی کے خیالات موجزن تھے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس وقت پاک تحریک کرنے میں مصروف ہیں اور ان ملائکہ کے نزول کا باعث یہی خدا رسیدہ بزرگ تھا۔

حضور کے ساتھ ہی کرسی پر حضرت حکیم الامت اور آپ کیساتھ ہی ایک میز کے سامنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرما تھے۔

جلسہ کی کاروائی کا آغاز چاروں طرف قدرتی طور پر سناٹا اور خاموشی تھی کہ یکایک اس مہر خاموشی کو ایک معزز بیرسٹر نے توڑا اپنے کھڑے ہو کر فرمایا۔

میں اس جلسہ کے لئے جناب مولانا مولوی
حکیم نورالدین صاحب کو پریسیڈنٹ ہونے
کیلئے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ
آپ سب صاحب منظور کریں گے

اس تجویز کے جو بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جناب مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء نے کی تھی تائید ہوئی اور حضرت حکیم الامۃ افتتاحی تقریر پر کھڑے ہوئے۔

حکیم الامۃ کی افتتاحی تقریر ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کی سرائے میں منعقد ہونیوالے آج کے جلسہ نے جب حضرت حکیم الامت کو افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوتے دیکھا تو کچھ بھی تعجب نہیں کہ ایسوسی ایشن آف آئیڈیاز نے حکیم الامۃ کی اس حالت کیطرف متوجہ کیا جب آپ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کے خاندان کے خاص طبیب تھے اور ایک ممتاز عہدہ دار رہتے وہی شخص آج محض خدا کے لئے اور صرف خدا ہی کیلئے درویشانہ (ایسی درویشی پر ہزار دل سلطنتیں نثار ہوں) حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور پبلک کو سنائے جانے والے لیکچر کے لئے اپنی افتتاحی تقریر میں خطاب کرتا ہے۔

مولوی صاحب کا بجائے خود وجود حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک زندہ لیکچر تھا اور یوں آپ کی صداقت پر یہ چوتھی عینی دلیل تھی یعنے پہلی دلیل تو وہ جذب و کشش تہا جو حضرت اقدس کی زیارت کیلئے عوام میں پیدا ہوگیا تھا اور دوسری دلیل مخالفین کی حالت اور تیسری دلیل خود اعلیٰ حضرت کا وجود مبارک اور چوتھی دلیل حکیم الامۃ کا اپنا وجود عبدالکریم صاحب کا نام لیکچر کے اشتہار میں بھی عام طور پر دیا گیا تھا۔ یہ واقعات چونکہ ایک پاک تاریخ کا جزو بننے والے ہیں اس لئے ان پر پوری روشنی ڈالنا اور جو جو نتائج حقہ ان سے نکل سکتے ہیں ان کو پیش نہ کرنا لکھنے والی کی خطرناک اور ناقابل عفو فروگذاشت کے مرتکب ٹھیریں گے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسی قدر تفصیل سے بحث کریں۔

جن لوگوں کو عام لیکچروں کے سننے کا موقع ملا ہو۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ لیکچر کی اغراض کو پورا کرنیکو اعلیٰ کیا کیا طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول لیکچرار وہ تجویز کیا جاتا ہے۔ جو قوم کا منشاء الیہ ہو اپنی علم و فضل اور زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی کے علاوہ وسیع معلومات رکھتا ہو اور جہاں تک ممکن ہو سننے والوں کے مذاق سے آشنا ہو۔ اپنے مطالب کو فصاحت بلاغت سے ادا کر سکے۔ پھر اس کے لیکچر کے لئے اشتہار دینے والے وہ شخص ہوں جن کا پبلک میں عام رسوخ ہو اور پھر مقام وہ پسند کیا جاتا ہے۔ جو عام گذرگاہ کے موقعہ پر ہو غرض ان امور کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اب اس مقام پر ہمارے ناظرین ذرا غور کریں اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں کہ لیکچر ایسے عظیم الشان انسان کیطرف سے تہا جو دنیا میں غیر معمولی شہرت رکھتا تھا لیکن جب سننے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس لیکچر کی پڑھنیوالا وہ خود نہیں ہے تو عام قاعدہ کے موافق انہیں مایوس ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن سیالکوٹ جیسے شہر میں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی زادبوم ہے جہاں انہوں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا ہے۔ اگر وہ وہاں کی پبلک میں ایک وقیع اور ممتاز انسان نہ ہوتا اور اپنے تقوے اور نیک چلنی کیوجہ سے خاص امتیاز حاصل نہ کر چکا ہوتا۔ تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ناممکن تہا، لوگ اسطرف اسقدر توجہ کرتے حضرت مولوی صاحب کا نام اہالیان شہر کی کشش کیلئے ایک ضمانت تہا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مولوی صاحب کو وہ زبان اور فصاحت عطا کی ہے کہ دوسرے کو اسوقت تک ہماری جماعت میں نصیب نہیں ملا ہم نے حضرت حکیم الامت سے بلا واسطہ بگوش خود سنا ہے انہوں نے فرمایا سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص بڑی ترقی کر رہا ہے اور مجھ سے بڑھ گیا ہے حکیم الامۃ کا پایہ اور رتبہ اپنے رنگ میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے مگر این گلے سے را رنگ و بوئے دیگر است حضرت اقدس کی زبان مولوی عبدالکریم ہی کے منہ میں سجتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے تبھی اُسے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر مسلمانوں کا لیڈر فرمایا۔

آجتک جسقدر جلسوں میں حضرت اقدس کا کوئی تحریری مضمون پڑھا گیا۔ اسکے پڑھنے والا یہی شخص تھا جلسہ مذاہب میں اسلام کی فلاسفی والا مضمون پڑھنے والا یہی تھا لاہور کا پچھلا لیکچر بھی اسی نے پڑھا اس سے بھی دور پیچھے ۱۸۹۳ء میں آتھم کیساتھ جب مباحثہ ہوا اُسوقت بھی پڑھنے والا یہی تھا۔ اور یہ لیکچر بھی اسی نے پڑھا۔

یہ سعادت یہ فخر خدا تعالیٰ نے مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے رکھا ہے۔ اور دوسرے کو اسوقت تک اس میں شریک نہیں کیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ

سناتن دھرم گزٹ لاہور

کرمکِ پروانہ را چوں موت می آید فراز
مے فتد بر شمع سوزاں از رہِ شوخی و ناز

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی وحی پاکر حضرت سری کرشن علیہ السلام کے اوتار ہونیکا دعویٰ کیا ہے تب سے ہم دیکھتے ہیں کہ سناتن دہرم ہندوؤں میں بھی ایک جوش بے تمیزی پیدا ہو گیا ہے اسکا پتہ ہمیں لاہور کے سناتن دہرم گزٹ سے ملا ہے۔ جس نے ڈوموں اور نقالوں کیطرح اپنے خریداروں کو خوش کرنیکے لئے کلام کا پیرایہ اختیار کیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس موقع پر جبکہ علمی باتوں اور لیاقتوں اور تحقیقاتوں کا وقت تھا گزٹ صاحب کو کیا سوجھی کیا اسکا خیال ہے کہ وہ اس قسم کے اوباشانہ تحریروں سے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو توڑ دیگا۔ ہرگز نہیں اس قسم کی تحریروں سے سوائے اُسکے کہ اسکی طینت کی پاکی ظاہر اور کیا معلوم ہو سکتا ہے۔

جس حالت میں کہ سناتن دہرم لوگ بھی اس زمانہ کو ایک کلجگ زمانہ قرار دیتے ہیں اور ایک بڑے اوتار کے منتظر ہیں تو ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب کا خود کو کرشن اوتار قرار دینا کونسی بے محل بات تھی جسپر سناتن دہرم گزٹ جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اس دعوے پر اگر اسے اعتراض تہا تو اسکی شان کے یہ شایان تہا کہ وہ اپنی معتبرہ کتب کے حوالہ سے استدلال کا طریق اختیار کرتا اور بتلاتا کہ فلاں فلاں وجوہات پر یہ دعوے ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے اور سری کرشن اوتار کے لئے فلاں فلاں قسم کے نشانات اور علامات کا بیرونی اور اندرونی طور پر موجود اور ظاہر ہونا ضروری ہے یہ ایک معقول پیرایہ تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تحقیق الادیان و تبلیغ الاسلام

(از محمد صادق)

سب حمد و شکر اللہ کے لئے ہے جس نے انسان کو اپنے مخاطبات سے شرف بخشا ہے اور راہِ مستقیم پر اسکو چلا کر ظلمات کی ٹھوکروں اور ہلاکتوں سے بچایا۔ دنیا میں جو تاریکی انسان نے اپنی غفلت سے اور بدکاری سے پھیلا رکھی تھی اس سے بچنا کسی کی طاقت میں نہ تھا۔ اگر خود خداوند عالم اپنے رحم کے تقاضا سے انسان کو آواز دیکر اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسکو سیدھی سڑک پر نہ ڈالدیتا۔ پھر صلوٰۃ ہو اور سلام ہو۔ اور رحمتیں ہوں اور برکتیں ہزاروں ہزار ان پاک اور معصوم وجودوں پر جنکو خدا نے اس قابل بنایا۔ کہ وہ اسکی آواز سنیں اور خلقت اور انکے رب کے درمیان صلح کرا دینے کا جوش ان کے دلوں میں ہو۔ اُدہر خلقت کو سمجھائیں اور سیدھے راہ پر لائیں اِدہر خدا کے آگے روئیں اور گڑگڑائیں۔ بالخصوص اُس پاک مطہر۔ مقدس۔ معزز کے شفیع پر ہزاروں ہزار صلوٰۃ اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ کہ جو مخلوق الٰہی کی غمخواری میں اور اپنے خالق کی محبت میں ایسا گداختہ ہوا۔ کہ بجز قرآن مجید کی وحی کے اسکے لئے کوئی شے موجب تسکین نہ ہوئی اے خدا کے پیارے قربان ہوں ہم اور ہماری جانیں تجھ پر اور تیری راہ پر اور اسپر جو تیرے راہ کے مسافروں کو بھیڑیوں اور کتوں اور قزاقوں سے بچانے کے لئے آج سپاہی کیطرح کمر باندھکر کھڑا ہوا ہے۔ اور ایسا کھڑا ہوا ہے کہ نہ اسے رات کو آرام کی نیند ہے اور نہ دن کو عیش کی زندگی وہ تیری محبت میں ایسا محو ہوا۔ کہ نہ اسے اپنے سر کی خبر رہی نہ پاؤں کی۔ ہاں یہی اسکی وہ نشانیاں تھیں جو تو نے پہلے سے بیان کی تھیں ۔

پھر مبارک ہیں وے جو اس بہادر سپاہی اور بہادروں کے سردار کی حمایت اور نصرت میں کھڑے ہوئے۔ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وہ خدا کے ساتھ ہیں اور خدا انکے ساتھ ہے۔ وہ ستارے ہیں جو سورج سے روشنی لیتے ہیں اور اندھیری رات کے چراغ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ آمِیْن ثُمَّ آمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن۔

اس تاریکی کے زمانے میں جب یہ خدا کے پیارے مخلوق الٰہی کو سیدھی راہ پر لا رہے ہیں تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ میں بھی انکی امداد کروں جو خود کمزور ہو وہ کسیکی کیا مدد کریگا۔ مگر ایسے پر جوش اور پر طاقت باہمت عالی حوصلہ۔ عالی دماغ اصحاب کے کارناموں کو اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے ہوئے دیکھکر رہ نہ سکا کہ نچلا بیٹھ رہوں میں بھی لگا کچھ ہاتھ ہلانے اور کچھ آوازیں دینے۔ بھلا اس چھوٹے سے ہاتھ اور باریک سی آواز سے کیا کر سکتا تھا۔ مگر خدا نے حضرت مسیح موعود کے ذریعے سے جو دنیا بھر کو تبلیغ پہنچانی تھی تو اسکے واسطے سامان بھی ایسے ہی مہیا کر دیئے۔ پس میرے ہاتھ اور آواز کو ڈاک نے ایسی مدد دی کہ میں گھر بیٹھے بیٹھے انگلستان۔ امریکہ اور جاپان تک جانے لگا اور تو کیا کر سکتا تھا۔ پھر دو باتوں کی رفتہ رفتہ عادت سمجھو۔ قوت سمجھو نشہ سمجھو۔ کچھ سمجھو۔ وہ کام آہستہ آہستہ کرنے لگا۔ ایک تو یہ کہ جہاں کہیں کوئی نیا فرقہ دیکھا۔ گمراہی کا کوئی خوفناک گڑھا پایا ضلالت کا کوئی ہولناک کنواں معلوم کیا۔ اُنکی خبر خدا کے مسیح کو لادی۔ تاکہ وہ اُنکی دستگیری کیلئے توجہ کرے اور دوسرا یہ کہ جو ملا کسی نہ کسی بہانہ اُسکے کان میں کچھ اسلام اور اسلام کے بانی علیہ السلام اور اسلام کے موجودہ امام کی خبر ڈال ہی دی۔ کسی نے گالی دی کسی نے برا منایا۔ کوئی ہنسکر خاموش ہو رہا۔ کسی نے خشک شکریہ میں ٹالا۔ کوئی تھوڑی دور ساتھ ہولیا۔ اور یہی حال رہا۔ پر میں اپنا کام کئے گیا یہاں تک کہ بعض رشید اور سعید ایسے نکلے جنہوں نے اس آواز کو قبول ہی کر لیا۔

اس کام کی ابتدا کوئی تین سال سے ہے اسکے واسطے مجھے خرید اخبارات خرید کتب ڈاک اسٹیشنری وغیرہ کا خرچ درکار ہوا جس میں مجھے یہاں کے بعض دفاتر مثلاً میگزین اور خود حضرت مسیح علیہ السلام اور بعض دوستوں سے مدد ملتی رہی۔ مثلاً کوئی عمدہ کتاب اس کام کے مفید ولایت میں چھپی۔ تو دفتر میگزین نے خرید کر دی یا حضرت نے خود ہی فرمایا کہ یہ کتاب منگالو۔ اسکی قیمت ہم دیں گے یا شیخ رحمت اللہ صاحب جیسے کسی دوست نے ولایتی کاغذ لفافے بھیج دیئے غرض اسطرح سے کام چلتا رہا۔ اور چل رہا ہے مگر کوئی نو ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ ایک دوست بابو محمد الٰہی صاحب سب پلیٹ سے آر کوہاٹ نے مجھے خط لکھا کہ میں مع چند اور احباب کے آپ کو اس کام کیواسطے کچھ ماہوار چندہ دینا چاہتا ہوں۔ میں ڈرا کہ میرے واسطے ایسے چندہ کا اگرچہ وہ خفیف رقم ہی ہو لینا جائز ہوگا یا نہ ہوگا۔ اسواسطے میں نے بابو صاحب کو جواب لکھا کہ سردست میں کوئی ماہوار چندہ نہیں لے سکتا۔ ہاں آپ کی تحریک پر میں اس امر کے متعلق استخارہ کرونگا۔ اور حضرت امام سے حکم طلب کرونگا پھر جو نتیجہ ہوگا۔ دیکھا جائیگا۔ اس کے بعد کوئی چھ ماہ تک مجھے ایسا موقعہ نہ ملا۔ کہ میں اس امر کیواسطے توجہ اور استخارہ کرتا۔ چھ ماہ کے بعد مجھے ایک وقت میسر آیا۔ کہ میں نے دعا کی اور استخارہ کیا اور پھر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں یہ سب باتیں عرض کیں اور یہ بھی دریافت کیا۔ کہ آیا اس کام کو میں جاری رکھوں یا نہ رکھوں۔ حضرت امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ" "میرے نزدیک جب تک کچھ وقت اور حرج واقعہ نہ ہو۔ اس کام میں کچھ مضائقہ نہیں ہے موجب تبلیغ ہے۔ اور جو صاحب اس کام میں مدد دینا چاہیں وہ بے شک دیں۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔"

اسپر میں نے بابو محمد الٰہی صاحب کو اطلاع دی۔ جو رقم اس امر کے متعلق میرے پاس وقتاً فوقتاً آئیگی اسکی رسید کسی اخبار میں دیدیا کرونگا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ آئندہ ہر ہفتہ میں بذریعہ کسی اخبار کے ایک رپورٹ اس کاروائی کی چھاپ دیا کروں تاکہ احباب کے واسطے ازدیاد ایمان اور وسعت معلومات ہو۔ چونکہ اس کام کے دو حصے ہیں یعنے غیر مذاہب کی تحقیقات اور اسلام کی تبلیغ۔ اسواسطے یہ مضامین تحقیق الادیان و تبلیغ الاسلام کی سرخی کے ذیل میں نکلا کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ چنانچہ اس ہفتہ میں امریکہ سے ایک نومسلم انگریز کا خط آیا ہے جس کی پہلے ہم کو خبر تھی میں نے اسکا نام اور پتہ اور اس کے شرقی علوم سے واقف ہونے کی خبر ایک کتاب فروش کے اشتہار میں پڑھی تھی کیونکہ صاحب موصوف نے ایک کتاب بید پر اپنی رائے لکھی تھی۔ پس میں نے اسکو ایک خط لکھا میں اپنے خط کے ترجمہ کو مع جواب کے ترجمہ کے نیچے درج کرتا ہوں۔۔۔۔۔

محمد صادق عفی عنہ۔۔۔۔

میرا خط نام ڈاکٹر بیکر صاحب بمقام فلیڈلفیا

از قادیان ضلع گورداسپور۔ ملک ہند۔ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء۔

ڈیئر ڈاکٹر۔ اگر اتفاق کوئی شے ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ صرف اتفاق سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ علوم مشرقیہ کے فاضل ہیں اور دنیا کی قریب اکیدرجن زبانوں سے واقف ہیں در اصل میں تو اتفاق کا قائل نہیں کیونکہ میں تو یہی ایمان رکھتا ہوں۔ کہ سب کچھ خدائے قادر کی مرضی سے دنیا میں ہوتا ہے آپ ایک مشرقی علوم کے فاضل ہیں اور میں ایک مشرقی آدمی ہوں اور اسیواسطے میں آپ کو یہ خط لکھتا ہوں۔ کیونکہ مشرق کی کئی زبانوں سے میں بھی واقف ہوں جو بات میں آپکو لکھنا چاہتا ہوں۔ وہ مشرقی الہام اور مذہب۔ اور صداقت ہے لیکن پیشتر اسکے کہ میں کچھ لکھوں میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے عقائد کیا ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ یسوع مسیح ایک انسان تھا۔ اور خدا کا نبی تھا۔ خدا واحد ہے تثلیث کوئی شے نہیں خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ سبکو نیک و بد اعمال کا بدلہ ملتا ہے کفارہ باطل ہے۔ خدا اپنے نبیوں رسولوں اور مسیحوں کو ہمیشہ مبعوث کرتا رہتا ہے جو خدا سے الہام پاکر دنیا کی اصلاح کرتے ہیں۔

حیرت صاحب کے حیرت انگریز مضامین کی حقیقت

ایک اور پہلو سے بھی اس مضمون پر غور کیجا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک مضمون کی ایک علت غائی ہوتی ہے۔ اس مضمون کی علت غائی جو حیرت صاحب نے مختلف جگہ بیان کی ہے منجملہ ان کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے "مذکورہ بالا بیان مسئلہ نبوت اور معجزہ کی تمہید ہے آگے اور اسکی توضیح سے بیان کرینگے تا ایک حد تک وہ حل ہو جائے اور اسکے بعد نبوت اور معجزہ کی حقیقت کو بیان کرینگے جس سے ناظر تفسیر کو بہت فائدہ ہوگا اگر اور کچھ نہیں تو اتنا تو ضرور ہوگا کہ وہ گذشتہ اور موجودہ زمانے کے الحادی خیالات اور حکماء کے منتشر رایوں کا مطالعہ کرکے انکی اصلی حالت کو پہچان جائے گا۔ اور بخوبی سمجھ لیگا کہ صدق کی ہوا بھی انکو نہیں لگی ہے۔ التجا ہو تو صرف یہ ہے کہ ہمارے اس مضمون کو بہت غور سے پڑھنا اور سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ مثل اور مضمونوں کے سہل اور ممکن الفہم نہیں ہے"۔

حیرت صاحب کے اس بیان سے مفصلہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ ۴۱ صفحات مضمون کے جو نصف مضمون سے بھی زیادہ ہے حیرت صاحب نے صرف تمہید میں صرف کردئے ہیں

دوم۔ آئندہ حصہ مضمون کا جو ۲۸ صفحہ ہیں دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ میں مضمون کی توضیح ہوگی (جو غالباً تمہید میں نہیں کی گئی ہے) اور دوسرے حصہ میں نبوت اور معجزہ کی حقیقت بیان ہوگی۔

سوم۔ علت غائی اس مضمون کی یہ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے الحادی خیالات اور حکماء کے منتشر خیالات کی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

چہارم۔ یہ کل مضمون معمہ ہے اور ممکن الفہم نہیں ہے

اب ناظرین! آپ کو تکلیف تو ہوگی براہ مہربانی حیرت صاحب کی اس نکتہ چینی کو ایک دفعہ آپ پھر ذہن نشین کرلیویں جہاں لکھا تھا کہ تمہاری تمام کتابیں تمہید ہی تمہید ہوتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تاکہ اس مضمون کا پورا پورا لطف حاصل ہو۔

جب حیرت صاحب کے اس تمہیدی حصہ پر عمیق نظر ڈالی جاتی ہے تو واقعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حیرت صاحب کا یہ لکھنا درست ہے کہ وہ محض تمہید ہے اسے نفس مضمون سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اول ۱۶ ۱۴ صفحوں تک تو مختلف فلاسفروں کے اقوال نقل کئے ہیں جنکا ترجمہ ایسے مہمل الفاظ میں کیا ہے کہ یا تو اسکے سمجھانے اور تشریح کرنے کیواسطے حیرت صاحب کو ایک اور ضخیم مجلد بطور حاشیہ لکھنی چاہیئے یا کتاب کے ہر پیکٹ کے ساتھ خود جاکر سمجھانا چاہیئے۔ ۱۶ ۱۴ صفحہ سے ۱۹ ۱۴ تک ہندوؤں کے مذہبی خیالات کا اظہار کیا ہے اور درمیان میں صفحہ ۱۷ ۱۴ پر قرآن شریف کے متعلق صرف یہ ایک فقرہ لکھا ہے "قرآن نے جو کچھ خدا کی ہستی پر بحث کی ہے وہ ایک ایسی عاقلانہ توضیح ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں" یہ فقرہ لکھ کر خاموشی اختیار کرلی اور اس عاقلانہ بحث کی بابت ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ اس فقرہ کو پڑھ کر اس خیال سے کہ شاید ہم سے خطا ہوئی ہو۔ دس بارہ صفحہ پہلے اور دس بارہ صفحہ بعد کے مضمون پر نظر ڈالی کہ شاید کہیں بھولے سے ہی قرآن شریف کے دلائل کا ذکر کیا ہو۔ لیکن ہماری یہ محنت فضول تھی کیونکہ قرآن شریف کی بابت تو حیرت صاحب کو صرف اشارہ ہی کافی تھا۔ انکی علت غائی تو وہی ہے جو وہ خود بیان کرچکے ہیں۔ خیر اب آئندہ دیکھیں گے کہ ان قرآنی دلائل میں سے کیا کچھ بیان کرینگے۔

صفحہ ۱۹ ۱۴ سے ۲۸ ۱۴ تک حیرت صاحب نے وید کی بابت بحث کی ہے جسکو اس ترتیب سے لکھا ہے۔ اول وید وںکے نام انکی تقسیم۔ انکی اصلیت۔ آریہ قوم کی ہندمیں آمد۔ گاؤں قصبہ۔ راجہ۔ سردار۔ قرابت۔ لباس۔ شو سائٹی۔ حرفت۔ تجارت۔ جنگ۔ جگت معاشرت وغیرہ وغیرہ حالات کے متعلق ویدسے بحث کی ہے ہمیں بہت ہی تعجب ہوا اور ہماری موٹی سمجھ (بقول حیرت) اسبات کے سمجھنے سے قاصر رہی کہ ان بیانات سے نبوت کی بحث کو کیا تعلق ہے۔ اگر یہ بے تعلق مضامین لکھنے ہی تھے تو حاشیہ پر لکھدیئے ہوتے یا یہی ضروری ہے کہ خواہ مخواہ مضمون کو طول کرنے اور ۵۹ صفحے پورے کرنیکو جو کوئی کتاب سامنے آئی اسے اٹھالیا جھٹ ترجمہ کرکے جس مضمون میں چاہئے اسے جگہ دیدی خواہ سیاق مضمون روان ہو اسکو کچھ تعلق ہو یا نہ ہو۔

غرض اس ویدکی بحث کے بعد حیرت صاحب نے ۶ صفحہ بدھ۔ زلونن۔ اسپینوزا۔ آرتھر۔ شوپن کے خیالات کی بابت لکھکر ۳۶ ۱۴ صفحہ پر خدا خدا کرکے اس تمہید کو ختم کیا ہے۔

اسوقت دوسری دفعہ بھی حیرت صاحب کو کچھ قرآن کا خیال آیا۔ تو اسکا ذکر ان بھونڈے الفاظ میں کیا ہے "قرآن مجید نے اگرچہ معجزہ۔ نبوت الہام اور وحی کو صاف طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن سوائے الفاظ کے ظاہری مطالب کے اور کیا **خاک سمجھ میں** آسکتا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ نبوت معجزہ یا الہام ووحی کی توضیح کوئی عالی درجہ کی بنیاد پر قائم ہوسکتی ہے یا یہ کہ کل امور محض خیالی ہی خیالی ہیں اور انہیں انسانی خیال کا صرف ایک ابھار سمجھیں۔ ہم پہلے مناسب سمجھتے ہیں کہ خاص اس اہم معاملہ میں جو کچھ موجودہ فلسفی علمانے لکھا ہے اسکو نقل کردیں تاکہ پھر ہمکو اپنے طور پر لکھنے کا موقعہ ملے"۔

یہ طویل عبارت ہمنے آگے تک اسلئے لکھدی ہے تا معزز ناظرین کو یہ وہم بھی نہ رہے کہ شاید حیرت صاحب نے قرآن شریف کے متعلق کچھ بحث کی ہو کیونکہ پہلی سے حیرت صاحب نے ان کے خیالات پر بحث شروع کردی ہے۔

ناظرین ذرا حیرت صاحب کے جو مذکورہ بالا عبارت میں لفظ خاک لکھا ہے اسپر آپ ضرور غور کریں کیونکہ اس سے حیرت صاحب کی اندرونی حالت کا کسی قدر حال معلوم ہوتا ہے اور ساتھ ہی ہم حیرت صاحب کو مخاطب کرکے انہیں جتانا چاہتے ہیں کہ تمنے خواہ مخواہ جو حضرت اقدس پر تبصرہ بازیاں کی ہیں اور **فطری حالت** کا اظہار کیا ہے اور ثبوت میں کسی جگہ حضرت اقدس کی تحریرات کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے دیکھو تم! یاد رکھو کہ تمہاری ایسی تحریرات کے موقعوں پر تم سے زیادہ سخت الفاظ ہم بھی لکھ سکتے ہیں لیکن ہم ہرگز ایسا کرنا نہیں چاہتے اسلئے کہ ہمارے پیارے **ہادی** کی تعلیم نے ہمیں یہی سکھایا ہے ورنہ کیا تھا اگر سیر کی جگہ سوا سیر اور سوا سیر کی جگہ ڈیڑھ ڈیڑھ سیر کے سخت الفاظ نہ لکھتے اور کلوخ انداز را پاداش سنگ است کے فتوے کا بھی خیال نہ کرتے اور تمہارے برابر ہی سخت الفاظ لکھتے تو یہ ہمارا حق تھا لیکن ہم تمہاری تمام بدزبانیوں اور دریدہ دہنیوں پر صبر کرکے اسکا فیصلہ خدا پر چھوڑتے ہیں۔ تمہارے لئے یہی ذلت کافی ہے

جو ان مضامین کے ذریعہ سے مقدر ہے۔

خیر پھر اسی سابقہ سلسلہ کو شروع کرتا ہوں حیرت صاحب نے فلسفی مل کے خیالات کا اظہار کرنیکے بعد جو پریشانی اٹھائی ہے اس سے ہمیں ہمدردی ہے جیسے کہ انہوں نے لکھا ہے "اسکے (یعنے مل کے) سوالات کا جواب دینا مشکل نہیں ہے مگر خرابی یہ ہے کہ وہ سرے سے ہی خدا کا قائل نہیں ہے پہلے اسے خدا کی ہستی سمجھائی جائے اور پھر ان تعلقات پر بحث کی جاوے جو عبد اور معبود میں ہیں۔ ہم اگر خدا کی ذات پر بحث کرینگے تو ہمارا مقصود ساقط ہو جائیگا۔ ہمیں صرف معجزہ اور نبوت پر بحث کرنی ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ اسی بحث سے تمام شبہات رفع ہو جائینگے" اب مذکورہ بالا بیان پر کچھ مزید ریمارکس کی ضرورت نہیں ہے ناظرین جب خود غور کریں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ بیچارے حیرت پر اسکے نام کا اثر کسقدر غالب ہوتا جاتا ہے۔

جسقدر مختصر حالات نے اوپر لکھے ہیں انکے علاوہ اب ۲۶ صفحہ مضمون کے اور باقی رہ گئے ہیں جنمیں اکثر جگہ نفس مضمون پر کسیقدر بحث کیگئی ہے اور جسکے متعلق بہت اختصار سے ہی البدر میں اصل مضمون خلاصہ کر کے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ لیکن یہانتک لکہنے کے بعد مجھے کئی دقتیں پیش آگئیں جب تک وہ رفع نہ ہو جاویں اسوقت تک میں اور لکہنا نہیں چاہتا ہوں اسلئے کہ مبادا میری یہ دردسری بے سود نہو۔ اور وہ اشکال یہ ہیں کہ میں اس مضمون پر کئی طرح سے بحث کرنا چاہتا ہوں منجملہ انکے ایک ترتیب مضامین پر بھی بحث کروں گا۔ کیونکہ حیرت صاحب کو اسبات کا بھی دعوٰے ہے کہ ہم میں کوئی ترتیب مضامین جانتا ہی نہیں۔ لیکن جب حیرت صاحب کے پیش کردہ مضمون کو دیکھا جاتا ہے تو اول تو انہوں نے اخبار کے صرف ۴ نمبروں میں اسی کتاب کے ۱۸ام صفحے تک لکھ کر چھوڑ دیا ہے اور خود انہی کے بیان کے موافق جیسا کہ میں اوپر ظاہر کر چکا ہوں صفحہ ۶۳۴ تک انکا تمہیدی مضمون ہے تو گویا انہوں نے بطور چیلنج صرف نصف تمہیدی مضمون کو پیش کیا ہے جسمیں سوائے فلاسفروں کے اقوال کی نقل کے اور کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ۸ر اگست کے مضمون کو انہوں نے ان الفاظ سے شروع کر دیا ہے "اس تمام بحث کے بعد ناظرین اخبار کو کم سے کم یہ پتہ ضرور لگ گیا ہوگا کہ معجزہ اور نبوت کیا چیز ہے اور مرزا صاحب نے اسے کیا سمجھا ہے جسنے اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان سے یہ کل مضمون نقل کیا ہے اگرچہ اسکا ایک بڑا حصہ وید مقدس کے متعلق ترک کر دیا ہے تو بھی کچھ نہ کچھ معجزہ اور نبوت کے اس سلسلہ وار مضمون سے ضرور واقفیت ہو گئی ہوگی۔ اب ہم مرزا صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں"

اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون کے وہ ۲۶۵ صفحہ جو ہمارے خیال کے موافق نفس مضمون سے کسی قدر تعلق رکھتے ہیں اسکو حیرت صاحب نے مہربانی فرما کر خارج کر دیا ہے اور اسپر بحث کرنیکی ہمیں تکلیف نہ دینی چاہئے اسلئے جو کچھ انہوں نے اب تک لکھا ہے اسکی بابت اب انسے یہ عرض ہے کہ جو حصہ بطور چیلنج ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے آیا وہ حصہ اس ترتیب سے درست ہے جس ترتیب سے کتاب میں چھپا ہوا ہے یا اخبار والی ترتیب درست ہے۔ مثلاً تم نے ۸ر جولائی ۱۹۰۳ء کے کرزن گزٹ سے اس مضمون کو شروع کیا ہے لیکن علاوہ الفاظ و فقرات کے تغیر و تبدل کے اسمیں ترمیم و تنسیخ بھی بہت کچھ کی ہے چنانچہ گزٹ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۶ تک تو کتاب کے صفحہ ۱۲ام تک کا مضمون نقل کیا ہے اور صرف بعض بعض جگہ محذوفات اس میں ہو گئے ہیں لیکن اخبار کی اس سطر ۶ سے کتاب کے یکدم کئی صفحہ پھلانگ کر صفحہ ۱۷ام سے مضمون شروع کر دیا ہے اور اس خیال سے کہ عبارت میں کہیں بیسا پن نہ ہو جاوے بعض جگہ الفاظ کا تغیر و تبدل کر دیا ہے۔

کتاب کے صفحہ ۱۷ام سے جو یہ مضمون نقل کیا تھا اسکو اسی ۲۲ جولائی کے اخبار میں صفحہ ۵ کالم ۳ سطر ۹ تک لکھا ہے لیکن پھر جو کچھ یاد آگیا تو کسیقدر پیچھے ہٹے۔ اور کتاب کے صفحہ ۱۴ام پر جا پہنچے اور اسکی سطر ۲۶ سے مضمون شروع کر کے خدا خدا کر کے اس ۲۲ جولائی والے مضمون کو ختم کیا ہے۔

اسکے بعد جب یکم اگست کا اخبار لکھنے بیٹھے تو شروع تو کتاب کی اسی جگہ سے کیا ہے جہاں سے کہ سابقہ نمبر اخبار کو ختم کیا تھا لیکن کالم ۳ سطر ۴ تک ایسا کرنے کے بعد پھر کتاب کے مضمون میں غوطہ لگایا اور صفحہ ۱۶ام سے ایکدم صفحہ ۱۲ام پر جا پڑے اسکے علاوہ کتاب کے ۱۶ام پر سے بہت سے فقرات مثلاً "یہ عام طور پر نہیں کہا جاتا ہے" اڑا دیا ہے تاکہ مضمون میں جو بے ربطی ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے۔

اب ہم حیران ہیں کہ یہ بات کیا ہے۔ حیرت صاحب! اگر تمہارا یہ قول کچھ عزت رکھتا ہے "کہ شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے اغلاط کا علانیہ اقرار کر لے" تو تم کو چاہئے تھا کہ اس مضمون کو بطور چیلنج پیش کرنے سے پہلے یہ اقرار کر دیتے کہ اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان سے میں ایک مضمون پیش کرتا ہوں اسمیں کچھ ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے احمدی جماعت اسکا خیال نہ کرے۔ سو خیر اگر اسوقت نہیں کیا تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اب کسقدر اس شرافت کے تقاضے کو تم پورا کرتے ہو۔ حیرت صاحب! بیچارے ناظرین کرزن گزٹ پر تم کو رحم کرنا چاہئے اور تم کو چاہئے کہ اس مضمون کو اخبار میں پھر چھاپنا شروع کر دو اس سے کئی فائدے ہونگے۔ تمکو یہ فائدہ ہوگا کہ ہینگ لگے نہ پھٹکری مفت میں اخبار کے دو صفحے بھر جایا کرینگے۔ اور بیچارے ناظرین کرزن گزٹ پر تم یہ رحم کرو گے کہ وہ کچھ تو سمجھ سکیں گے۔ اول تو کل مضمون ہی مبہم ہے جسکا سر ہے نہ پیر ہے اور جو بعض جگہ سے چند فقرے سمجھ میں بھی آتے تھے انکا تمہاری دستبرد نے ستیاناس کر دیا ہے۔ حیرت صاحب! تمنے دیکھا یہ ہے تمہاری حالت اور اصل حقیقت کیا اسی حیثیت پر تمہارے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں "پھر کیا تم اور غور سے سنو تاکہ تمہیں ہدایت کا رستہ آنکھوں سے دکھائی دینے لگے" چونکہ ابتک ہم نے بہت صبر کیا ہے اسلئے ہم تمہارے ہی الفاظ جو تم نے یکم جولائی کے اخبار میں ہمارے لئے لکھے ہیں تمکو واپس دیتے ہیں اگر تمہارے دل میں انصاف ہوگا اور ایمان کا دھندلا سا سایہ بھی تمہارے قلب پر پڑا ہوگا تو فوراً تسلیم کر لوگے کہ در اصل یہ تم پر صادق آتے ہیں اور تم ہی نے احمدی جماعت کا دل دکھانے اور حضرت مرزا صاحب کی کامیابیوں سے حیرت زدہ ہو کر انکے لئے لکھ دیئے تھے۔

حیرت صاحب! فروتنی، انکساری، عاجزی اور تضرع سے **سعادت** حاصل ہوتی ہے۔ اور اسیطرح ہمہ ہمی اور غرور کا نتیجہ ہمیشہ ذلت اور بربادی ہے **عزازیل** نے بھی یہی غرور کیا تھا اور کہا تھا کہ میں آدم کو کیوں سجدہ کروں (جسطرح حیرت صاحب تم نے لکھا ہے کہ میں کسی ملہم یا پیر کو کیوں مانوں) جبکہ میری سرشت آگ سے اور آدم کی مٹی سے ہے۔ اسی بیجا غرور نے اسے ذلیل اور رسوا کیا۔ اور آج وہ پدسوں آدمیوں کا مرکز لعنت بن رہا ہے۔ (عبد العزیز دہلوی)

باقی آئندہ

استفسار از آریہ صاحبان

ایک پنڈت ... صاحب آریہ ہیں انکی ایک جوان لڑکی ہے۔ پنڈت جی کو سوامی جی مہاراج سے غیر معمولی محبت ہے اور دیرات وید کی تعلیم کی چرچا گھر میں کرتے ہیں۔ تناسخ کا مسئلہ سنتو رہتے ہیں۔ اور اُس کے ثبوت میں کچھ روایات بھی بیان کرتے رہتے ہیں مثلاً ایک یہ کہ ایک رشی نے پران وید کئے اور پھر وہ فلاں بادشاہ کے گھر پیدا ہوا اور اسکو اپنے جنم کا سارا حال معلوم ہے کہ میں اول ایک چوہڑا تھا۔ دورا اپنے عملوں سے اس لائق ہو گیا۔ کہ اب راجہ کے ہاں جنم لیا۔ اُنکے بچے بھی یہ کہہ کہہ کر خوش ہوتے ہیں۔ کہ ہم نے اچھے سادہاؤ سے پنڈت جی کے ہاں جنم لیا ہے۔ اب انہی پنڈت صاحب کی وہ جوان لڑکی بیان کرتی ہے۔ کہ میں گذشتہ جنم میں قوم کی شودر تھی۔ اور مجھکو اس جنم کا سارا اپنا ہے۔ یہانتک کہ وہ اس جنم کے ماں باپ کا نام وپتہ بھی بتلاتی ہے۔ کہ فلاں گلی اور فلاں جگہ وہ شودر رہتا ہے۔ اور شودروں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ عرصہ ۱۲ سال کا ہوا ہے۔ کہ اُسکی لڑکی جو کسی کو بیاہی ہوئی تھی بیوہ ہو کر اپنے خاوند سے ۴ سال بعد مر گئی۔ وہ پوجا پاٹ بہت کرتی تھی اور وہی لڑکی بیان کرتی ہے۔ کہ میرا خاوند اگلے جنم میں ایسا کام کرتا تھا کہ میں اُسے کہا کرتی تھی کہ تو نائی بنجاویگا اور میرا اسکے ساتھ وعدہ تھا کہ خواہ تو نائی بن جاوے مگر میں آئندہ جنم میں تیرے ساتھ صدق پالونگی۔ اب اس گاؤں میں ایک مسلمان نائی کا لڑکا ۲۰ سال کی عمر کا ہے وہ اقرار کرتا ہے کہ مجھکو بھی اپنے گذشتہ جنم کا حال معلوم ہے میری عورت ایسی ہی تھی جیسے کہ یہ لڑکی خود کو بیان کرتی ہے۔ اور باوجود شودر ہونے کے برہمنوں کے کام کیا کرتی تھی اور مجھے سمجھایا کرتی تھی اور اس کا اقرار تھا کہ میں اگلے جنم میں کسی اور سے ہرگز ہم بستر نہ ہونگی خواہ تو مسلمان نائی ہی کیوں نہ بنجاوے۔ اب یہ برہمن لڑکی اپنے باپ پنڈت صاحب سے خواہاں ہے کہ اس فقیر یا نائی سے اُسکی شادی ہو پنڈت صاحب تناسخ کے پھیر میں آکر حیران ہیں۔ کہ کیا کریں۔ آریہ صاحبان اسکا جواب دیں کہ پنڈت صاحب کو کیا کرنا چاہیئے۔

خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن آریہ صاحبان کو تناسخ کے ثبوت کا عمدہ موقعہ ہاتھ آگیا ہے اور اس قسم کی چند اور نظیریں قائم ہو کر اس مسئلہ کی حقیقت پر خوب روشنی ڈالیں گے۔ کیوں نہ ہو روح جیتن ہوتی ہے جیسے اپنے گذشتہ اعمال یاد رہتے ہیں۔

ہُوَ الاوّل ھُوَ الآخر

فرقہ وجودی۔ خدا تعالیٰ کے مندرجہ عنوان اسماء حسنٰے سے استدلال کرتا ہے۔ کہ جو کچھ ہے سب خدا ہی خدا ہے۔ حالانکہ ان اسماء کے معانی بہت صاف اور کھلے کھلے ہیں۔ کیونکہ اول اور آخر چاہتا ہے کہ درمیان میں کوئی شے ہو جو اسکی غیر ہو مثلاً ایک خط طولانی کی اول اور آخر ایک ایک نقطہ ہے اور نقطہ کی تعریف یہ ہے۔ کہ جس کا طول وعرض کچھ نہ ہو۔ حالانکہ ان دونقطوں کے درمیان ایک شے طول ہے جو کہ نقطہ سے بالکل غیر ہے جس سے ظاہر ہے کہ مخلوق اور اسکے اجزا خدا نہیں ہیں۔

ہو الاول کے یہ معنے ہیں۔ کہ جب ہم یا ہمارے آبا واجداد نہ تھے تو خدا تو بہرحال تھا پس سب سے اول وہی ہے اور جب ہم یا ہماری اولاد یا اولاد در اولاد بھی نہ ہوگی اور سب مر جاویں گے تب بھی خدا کی ذات تو ضرور ہوگی پس سب کے بعد یعنے آخر بھی وہی ہُوا۔۔۔۔

لطیفہ

البدر کا نام ایسا ہے کہ جب اس سے منور ہونے والی روحیں اس کی التوا سے فرق نور میں محسوس کرتی ہیں تو شکایت عجیب عجیب طرح کے مضامین تحریر کرتی ہیں۔ ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پہلے پہل تو البدر اپنے پورے معنوں میں طلوع ہو کر خوب روشنی ڈالتا رہا۔ مگر پھر ہلال ہو گیا۔ اور پھر اب ہلال شکوک کی مانند ہے۔

اور حضرۃ مولانا مولوی محمد احسن صاحب اس عاجز کو خطاب کرتے ہوئے اس طرح بھی تحریر فرمایا کرتے ہیں۔ محب مکرم حضرت البدر کمل اللہ نور بدر کم - آمین

ایدل تو دمے بیاد رحمان نشدی	وز کردہ خویشتن پشیمان نشدی
صوفی وفقیہ عالم و دانشمند	ان جملہ شدی ولے مسلمان نشدی

یہی حال آجکل کے لوگوں کا ہے کہ صوفی اور فقیہ اور عالم اور دانشمند بنے ہوئے ہیں مگر ایک مومن اللہ کی آواز سنکر اسلمنا نہیں کہہ سکتے

عجیب قہر الٰہی

چونکہ اس مبارک زمانہ میں خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے اسلئے عذاب بھی اسی قسم کے نازل ہو رہے ہیں جو کہ انبیا کے وقتوں میں ہوا کرتے تھے ۱۰ نومبر کے اخبار عام میں تہذیب النسوان کے حوالہ سے لکھا ہے۔

تہذیب النسوان میں ایک بہن مقام گوداوری سے لکھتی ہیں کہ ۱۶ ماہ اکتوبر ہفتے کے دن ہمارے پاس ایک عجیب ہی واقعہ گذرا۔ کوئی چار بجے شام کا وقت تھا۔ ہم سب بیٹھے چاہ پی رہے تھے۔ کہ یکایک بادل گھر آیا۔ بجلی چمکنے لگی۔ اور اسقدر اندھیرا چھا گیا۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہم سب نے لیمپ روشن کر لئے۔ ہوا ایسی شدت کی چلی کہ کیا بیان کریں۔ درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ درختوں کی تو کیا اصلیت ہے بڑے بڑے مضبوط گھروں کی چھتیں اکھڑ کر جنگلوں میں جا پڑیں۔ کوئی پانچ منٹ تک جنگل میں ایسا سخت [illegible] بڑے بڑے انگار برسے۔ بہت سے جنگل جلکر برباد ہوگئے بہت سے لوگ ہوا کی شدت سے جنگل اور نالوں وغیرہ میں جا پڑے ایک قیامت کا سا نمونہ بپا تھا۔ اور نفسی نفسی کا عالم تھا۔ نہیں معلوم کہ اگر پانچ منٹ اور یہ حال رہتا تو کیا حشر برپا ہوتا دنیا میں تار کے درخت سے بڑا کوئی درخت نہیں ہوتا [illegible] اور یہ گمان ہوتا تھا۔ کہ بس اب تمام دنیا ڈوب جائیگی۔ لیکن خدا نے بہت جلد اپنے بندوں پر رحم کر دیا۔ اور اس آفت آسمانی کو دور کر دیا۔ دوسرے دن معلوم ہوا۔ کہ ہزاروں درخت مضبوط سے مضبوط جڑ سے اکھڑ کر گر گئے۔ جو سارا تعلقہ برباد ہو گیا ہے۔

مدرسہ کی متعلق ایک بات

چونکہ عید الفطر کی تقریب قریب آرہی ہے اسلئے ہم اپنی قوم کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عید فنڈ کی وصولی میں غیر معمولی سعی اور کوشش کی جاوے کیونکہ اس فنڈ سے مدرسہ کی آنی ضرورتوں کا بہت بڑا حصہ پورا ہو جایا کرتا ہے جب سے سکول ریکگنائزڈ ہو گیا ہے۔ اسوقت سے مدرسہ کی ضروریات بہت کچھ بڑھ گئی ہیں اور ان ضرورتوں کا پورا کرنا قوم ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہر شہر اور گاؤں کی انجمن احمدیہ عید فنڈ کا روپیہ وصول کر کے ڈائریکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بھیجدے

ریویو

الحمید نام ایک رسالہ ماہوار لاہور سے نکلتا ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کی تائید اور آپ کے مخالفین کی تردید میں مضامین ہوتے ہیں۔ شحنہ ہند میرٹھ کی دریدہ دہنی پر اس قسم کی طرز تحریر استعمال کی گئی ہے۔ جو کہ میرے نزدیک مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ مضامین میں بحیثیت ہمارے اور مخالفین کے اخلاق کے ایک فرق بیّن ہونا چاہیئے جو کہ اس میں مرعی نہیں رکھا گیا۔ اس حصہ کی اصلاح اگر ہو جاوے تو امید ہے کہ یہ رسالہ عمدہ ہو سکتا ہے۔

علمی جنتری سید محمد عبد اللہ علم صاحب سوداگر کانپور کی مرتب کی ہوئی دفتر البدر میں پہنچی ہے جسمیں علاوہ جنتری کے دوسری انسانی ضروریات پر بھی مفید پیرایہ ہیں اور بعض زمانہ حال کے مشہور اور معروف آدمیوں کے تذکرے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بھی تصویر اور حالات دئے گئے ہیں لیکن تصویر درست نہیں آئی اور حالات و دعاوی قلمبند کرنے میں بہت ہی بخل سے کام لیا ہے حالانکہ دیگر ہر ایک کے بہ نسبت کے حالات بسط سے درج کئے ہیں خدا ہماری قوم کی اصلاح کرے باقی سب طرح یہ جنتری عمدہ اور مفید ہے اس جنتری میں حضرت عیسے کی عمر ۱۲۰ سال لکھی ہے

حضرت خلیفہ دوم کے بیس مشہور دینی کام

(۱) بیت المال قایم کرنا۔ (۲) عدالتیں قائم کیں۔ (۳) تاریخ و سنہ کی ایجاد۔ (۴) لقب امیر المومنین اختیار کیا۔ (۵) پیمائش جاری کی۔ (۶) نہریں کھدوائیں۔ (۷) شہر آباد کئے۔ (۸) ممالک مقبوضہ کو صوبجات پر تقسیم کیا۔ (۹) مال تجارت پر محصول در آمد برآمد۔ (۱۰) تاجران حربی کو ممالک اسلامیہ میں کاروبار کی اجازت (۱۱) بغرض تفحص حال رعایا راتوں کو گشت کرنا۔ (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے واسطے کوئیں اور مکانات تعمیر کرائے گئے (۱۳) مختلف شہروں میں مسافر خانے اور مہمان خانے تعمیر کرائے۔ (۱۴) نماز تراویح جماعت کیساتھ جاری کی گئی۔ (۱۵) شراب پینے کی حد ۸۰ درے مقرر کئے گئے۔ (۱۶) تجارتی گھوڑوں پر زکوۃ ادا کرنیکا حکم۔ (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کا حکم۔ (۱۸) مساجد میں طریقہ وعظ کی ایجاد (۱۹) ہجو گوئی کی تعزیر۔ .... (۲۰) استعمار عاشقانہ کی ممانعت۔ از علمی جنتری

جنّت عدن

اہل یوروپ نے اس معاملے میں بہت عرصہ تک تحقیقات کی کہ توریت میں جس جنّت کا ذکر ہے آیا اسکی درحقیقت کوئی اصلیت بھی ہے یا نہیں چنانچہ اس کا حال اب معلوم ہوا کہ ملک عراق میں وہ دوآبہ جو کہ دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے اور جس کا عرب میں مشہور نام جزیرہ ہے اور جو کہ سلطان معظم کی مقبوضہ ہے اسکو یہ فخر حاصل ہے کہ بہشت عدن کے نام سے پکارا جائے چنانچہ اس بہشت میں جن چار نہروں کا ذکر آیا ہے وہ اس میں موجود ہیں مگر ناموں میں البتّہ فرق ہو گیا ہے اور یہ ایسی بات نہیں ہے کہ زیادہ تر قابل لحاظ ہو۔ توریت میں ایک نہر کا نام نہر حیات ہے جو لفظ برت اور فرت کا ترجمہ ہے علامہ سیوطی نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ نہرًا دجلۃ والفرات من انہار الجنۃ یعنے نہر دجلہ اور فرات جنت کی نہروں سے ہیں

آریہ سماج لاہور میں کشمکش

الندیا

آریوں کے اخبار ہتکاری سے معلوم ہوا کہ لاہور میں جو آریہ سماج کا جلسہ ۱۵ اکتوبر کو ہوا تھا اس میں خوب کشمکش رہی۔ خوب فارموں کی پڑتال کی گئی خوب پڑتال کرنے پر کئی سماجوں کی کارروائی بالکل فرضی ثابت ہوئی جسکے باعث خوب مقابلے ہوئے۔ امرتسر سماج کی ناجائز کارروائیاں پیش ہونے پر خوب بحث ہوئی خوب جرح کی گئیں خوب تفو فیر تو تو میں میں رہی ... آریہ سماج نے خوب ارقام فرمایا۔ کہ کیس پیڈ ہنگ میں رہے۔ پنڈت رام بھجدت اور لالہ خوشی رام میں خوب زبانی جوتی پیزار کا بازار گرم رہا۔ اور یہاں تک شعلہ فساد بھڑکا کہ لالہ جی اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہکر کہ آٹھ آنہ کے اسٹامپ کے خرچ سے بہت کچھ ہو سکتا ہے کل دیکھی جاویگی دروازہ سے باہر ہو گئے۔

دوران گفتگو میں لالہ منشی رام جی اور لالہ رلیا رام جی سے یہاں تک شرافت کی بات چیت ہوئی کہ لالہ رلیا رام جی نے لالہ منشی رام جی سے فرمایا کہ آپ سدھانتوں پر تو اتنا زور دے رہے ہیں مگر اس کا آپ کچھ خیال نہیں کرتے کہ آریہ سماجیوں کے اندر ایسی ناجائز کارروائیاں کیسی دہرم سے گرانے والی ہیں۔

ان سب خوب کشمکش کی باتوں میں رات کے دس بج گئے۔ اور تیسرا پردہ گرتے ہی لالہ جی بڑبڑاتے ہوئے اُٹھ گئے اور پھر باواز بلند فرمانے لگے کہ میں وقت سے پنجاب کی سماجوں کو چھوڑتا ہوں تب تو لالہ کشن جی لالہ جی کے ہاتھ پیر جوڑ کر منانے لگے ستیں کرنے لگے خوشامدیں کرنے لگے قدموں پر ٹوپی دہرنے لگے۔ گھگیاں بھرنے لگے۔ دس بارہ منٹ کے بعد لالہ جی کے دھکتے ہوئے غصہ پر لالہ کشن جی کی زبانی خوشامدوں کا جو پانی پڑا تو لالہ جی ذرہ سی دیر کیواسطے ٹھنڈے ہو گئے غصہ تھوک ڈالا نیکی ملاپ کر لیا اسکے بعد لالہ کدار ناتھ جی نے پہلی ندھیوں کو انتر نگ سبھا کی زبردستیاں بتلائیں۔

۱۶ تاریخ کو پھر زبانی لڑائی جھگڑا دنگا فساد خوب ہوتا رہا۔ بعدہ گلے پلوئل کی بات چیت شروع ہوئی اب تو کسی کو لالہ منشی رام جی پر پیشگوئیاں یاد آنے لگیں۔ مگر لالہ منشی رام جی کی کل ٹیڑھی ہی رہی لالہ جی سر ہی ہلاتے رہے اور سماج مندر میں نہ تشریف لائے آریوں کے ممدوح ہتکاری نے باقی کیفیت لکھنے کا وعدہ کیا ہے جب وہ لکھیگا تو باقی کارروائی حسب موقع ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کیجائیگی۔

مُفت راچہ گُفت

سناتن گزٹ

نہایت فیاضی سے ہمارے مکرم دوست اور احمدی بھائی ایس ایم یوسف صاحب (جن کی ہمدردی سے بھری چٹھیاں البدر میں شائع ہو چکی ہیں) انبالہ چھاونی بازار توپ خانہ نے بقصد جلد پیام شہادت خرید فرما کر مُفت تقسیم کیلئے راقم کے پاس امانت رکھی ہے جو احمدی احباب بمفت خریدنا چاہیں ٹکٹ ارسال فرما کر راقم سے طلب کریں اور وصول ہونے پر شکریہ کا کارڈ بخدمت شیخ صاحب موصوف روانہ کردیں مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ والسلام

الراقم خاکسار محمد نواب خان ثاقب مرزاخانی مالیر کوٹلہ

کارڈ

اس نمبر کے ہمراہ ارسالخدمت ہے صفائی معاملہ کے لئے بہ پیش خدمت کیا گیا ہے کہ حسب اس مندرجہ چٹھی نمبر ۲ ضمیمہ اخبار ہذا کو مندرجہ کو مطالعہ فرما کر آپ اپنی رائے مبارک سے کارخانہ کو اطلاع دیویں

لا نبی بعدی

حضرت مرزا صاحب نے مسیحیت اور مہدویت محمدیہ کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر جو دعوے رسالت اور نبوۃ کا کیا ہے اور جسے بہت واضح دلائل سے بذریعہ قرآن شریف و عقل و نقل سے ثابت بھی کر دیا گیا ہے۔ اور کھول کھول کر بتلا دیا ہے۔ کہ اس رسالت اور نبوۃ سے کوئی نبوۃ تشریعی مراد نہیں ہے۔ بلکہ ظلی نبوت مراد ہے۔ جو کہ ہر ایک سچے متبع آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر تاہم بہت ہی رقیق رقیق اعتراضات پیش کر کے ہمارے مخالف علماء پناہ لے رہے ہیں۔ اور منجملہ اونہی کے ایک مذکورہ بالا حدیث بھی ہے۔ جسے یہ لوگ اعتراض میں پیش کرتے ہیں۔ جو استدلال ہماری طرف سے از روئے ..... قرآن کریم کے پیش کیا جاتا ہے۔ اور جن عقلی اور نقلی صحیح دلائل پر ہمارے پاک مشن کی بنیاد ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اگرچہ ہمیں اس بات کی ضرورت ہرگز نہیں۔ کہ ایسے اعتراضوں کو کوئی وقعت دی جاوے۔ جیسے کہ دعا اہدنا الصراط المستقیم اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل موسے ہونا۔ آیت استخلاف۔ وغیرہ وغیرہ اور پھر وہ صحیح احادیث جن میں آں حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کو نبی پکارا ہے۔ اور پھر آیت خاتم النبیین جو کہ ہر زمانہ میں نبی کی موجودگی کو ثابت کر رہی ہے۔ یہ سب باتیں ہمارے دعاوی کی موئید ہیں۔ مگر چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں قرآن شریف کی عظمت نہیں رہی۔ اور اس کے مقابل پر دیگر روایات کو جو کہ انسانی دست برد اور تصرف سے ہرگز پاک نہیں ہیں۔ اسکو بڑا مانتے ہیں کیونکہ اس لئے ہم بتلاتے ہیں۔ کہ لا نبی بعدی کو بطور دلیل پیش کرنے میں یہ لوگ کہاں تک غلطی پر ہیں اور غلطی کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر کس طرح صداقت کی قبول سے محروم رہتے ہیں۔

اہل لا نبی بعدی کی حدیث کو جو لوگ عدم نبوۃ بعد آں حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل لاتے ہیں۔ وہ دراصل اون واقعات سے ناواقف ہیں۔ جن پر آں حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ مبارک فرمائے تھے۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ ~~غلال~~ پر تشریف لے جانے لگے۔ تو آپ کو ضرورۃ محسوس ہوئی۔ کہ بغیر حاضری میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دیا جاوے تا کہ انتظامی امور میں کسی قسم کی حرج اور فساد واقع نہ ہو۔ اس لئے آپ نے چلتے وقت حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

کہ اے علی جیسے ہارون موسے کے غیر حاضری میں اس کا نائب تھا ویسے ہی اب تو میری غیر حاضری میں نائب ہے لیکن ہارون علیہ السلام تو موسے کی غیر حاضری میں مسند نبوت پر بھی تھے۔ یہ یوں کہا جاوے۔ کہ وہ موسے علیہ السلام کی نبوت میں حصہ دار تھے۔ کہ بغیر ہارون کے موسے کا کام نہ چلتا تھا۔ اور خود موسے علیہ السلام نے قوۃ بیانیہ میں تحصیل امداد کے لئے اللہ تعالے سے ان کو طلب کیا تھا۔ پس اگر اس جگہ بھی حضرت علی کو بالکل اور ہر پہلو سے ہی ہارون کا مثیل مانا جاتا۔ تو یہ بھی ماننا پڑتا کہ ہارون کی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک ہیں۔ اور اس طرح سے وہ کل عالی منصب نبوت جو اکمل اور اتم طور پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ ناقص قرار پاتا تھا۔ اسی لئے الہی غیرۃ کا یہی تقاضا ہوا۔ کہ اس امر کی تصریح کر دی جاوے۔ کہ حضرت علی رضہ کو اگر کچھ مماثلت ہارون سے ہے۔ تو صرف خلافت اور نیابت میں ہے۔ نبوۃ میں ہرگز نہیں ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اس بات سے پاک ہے۔ کہ فرض نبوۃ کی بجا آوری میں کسی غیر کی طرف احتیاج کرے۔ اس لئے رسول اللہ علیہ وسلم نے جہاں حضرت علی کو عوام کے سامنے بمنزلہ ہارون قرار دیا۔ وہاں ساتھ ہی فوراً موجودہ لوگوں کو یہ بھی اطلاع دیدی۔ الا انہ لا نبی بعدی۔ جسے یہ ہارون کی طرح نائب تو ضرور ہے۔ لیکن موسی علیہ السلام کے بعد جیسے ہارون بھی نبی تھا۔ یہ نبی ہرگز نہیں ہے۔ جو لوگ الفاظ لا نبی بعدی کو ہی کامل حدیث قرار دیتے ہیں۔ یہ انکی غلطی ہے۔ بلکہ پوری حدیث جو کہ کتاب مشکواۃ میں درج ہے۔ یوں ہے۔

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ اور جب ان تمام واقعات کو بھی مد نظر رکھا جاوے۔ جن پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے۔ تو صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور منزلت اور عالی مراتب بالمقابلہ اسرائیلی نبی موسیٰ علیہ السلام کے خوب واضح ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

اپنے مالوں کے خرچ اور وقت کی تقسیم کرتے وقت ذرا یہ بھی دیکھ لیا کرو کہ اس تقسیم میں دنیوی اور نفسانی اغراض کی نسبت دین کا حصہ زیادہ دکھا کر دین کو دنیا پر مقدم سمجھنے کے اقرار کو ایفا کیا ہے۔ کہ نہیں

کھلی چٹھی

جو البدر سے خاص ہمدردی کی کھولی

میرے دوست بابو محمد عمر حیات خانصاحب نے دلی اخلاص اور محبت سے ایک خط اس عاجز کے نام ارسال کیا ہے۔ اور عملی طور پر ہمدردی کا ثبوۃ اس طرح سے دیا ہے۔ اکو خود اور انکے دوست بابو عبد الرحمان صاحب نے پانچ پانچ روپیہ ارسال کرنے کا وعدہ کیا ہے یہ رقم اخبار کا چندہ نہیں۔ صرف امداد ہی ہے۔ یہ ہر دو صاحبان افریقہ سمالی لینڈ میں تھے۔ اب ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالے جلد تر ان کو بہ ہمہ عافیت حضرت امام الزمان کے مبارک قدموں میں پہنچاوے! امید ہے۔ کہ دیگر خریداروں کے افریقی دوست اور مہربان بھی اسی طرح کی ہمدردی اور اعانت میں کسی طرح پیچھے نہ رہینگے۔ ! محمد افضل ؛

اخویم مکرمی جناب محمد افضل خان صاحب ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سب سے پہلے میں اس امر پر از حد افسوس ظاہر کرتا ہوں۔ کہ کارخانہ کی ڈگمگاتی ہوئی حالت کا اندازہ کر کے بھی بندہ آپکی ہمدردی نہیں کر سکا۔ جو کہ پلٹن کی نقل و حرکت کے باعث معرض نظر انداز کی گئی تھی۔ مگر خیال بدر نے (جس نے کہ سحاب قرض میں بھی اپنی میٹھی اور فرحت افزا روشنی ڈالکر تاریک دل کو منور کر رکھا تھا۔ چاند کے ذکر پر بھی امن نہیں بیٹھنے دیا۔ دلی حالت خدا کو معلوم ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اس کم سن پودے کو نشو و نما پانے میں پہلے بھائی سے بڑا ڈر اور مشکلات تھیں۔ جن پر گو آپ اپنی عالی حوصلگی سے پردہ ڈالتے ہیں۔ اور اپنی ان تھک کوششوں سے اس کو با رونق بنانے کیواسطے نئی نئی تراش خراش سے کام لیتے ہیں۔ مگر اس کی ہری ہری کونپلوں نے بوجہ دقت کچھ کچھ ناخوشی کا پہلو بھی ہو ہی تھیں۔ آپ کی اس پولیسی کی پردہ دری کر کے اپنی ناراضگی کو بڑھ کر پبلک کے سامنے پیش کر ہی دیا۔ بندہ تو کسی صورت سے بھی اس نونہال کی اس ادا کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ وہ کس قدر بار آور ہوگا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اس کے ثمر حیات کا لعاب شیریں تو قوم کے سب فرادیا حلق تر کرنے کے واسطے اپنے منہ میں ٹپکائیں۔ اور کوئی بھی کرتے کرتے بالی ہی نہ آپاشی کرے۔ تو ایک بیچارہ محمد افضل کرے۔ چہ خوش۔ اخویم! آپ پودے کی اس حرکت کو بیوفائی کیطرف محمول نہ کرنا اور آپ رنجیدہ نہ ہو دینا۔ اللہ تعالے آپکے دلی درد کو جانتا ہے اور اسی نے اس پودے کو پبلک کے اپیل کرنے پر مجبور کیا ہے۔ جس کہ اس نے اپنے آپ کو زیادہ با وفا ثابت ہونے کا ثبوۃ دیا ہے مشاہدہ اس بات کا شاہد ہے۔ کہ جب معشوقان وفا شعار کبھی عاشق صادق کو فنا فی اللہ دیکھتے ہیں اور جب ان کو ثبوۃ مل جاتا ہے۔ کہ اب یہ ہمارا ہو گیا۔ تو گو ظاہر میں بے التفاتی ہی سہی مگر در پردہ اسکی آرام دہی کیواسطے احسن تدابیر کو کام میں لیتے ہیں اور یہی سنت اللہ ہے۔ جب زیادہ بیکلی اور بیقراری ہوئی۔ تو در اجابت

شراب کی حرمت قرآن کریم سے

اکثر لوگ شراب کے شیدائی سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف سے شراب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے اس کا ایک حد تک جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے منافع کو اللہ تعالےٰ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ مگر جہانتک دیکھا گیا ہے۔ یہ اُن کی کوتہ اندیشی اور نفس کا دہوکہ ہے۔ قرآن شریف کی اس آیت کریمہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ جوئے اور شراب میں اگرچہ کچھ عارضی منافع ضرور ہیں جو انسان کو سبز باغ دکھاتے ہیں لیکن ان کا اثم یعنے ضرر جس کی خبر انسان کو انجام میں ہوتی ہے اور اس وقت تدارک بھی قریب محال کے ہوتا ہے۔ اس کے نفع سے بڑھ چڑھ کر کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں صرف اُنکے خواص پر بحث ہے۔ حلت اور حرمت کی بحث نہیں۔ اور اس بحث سے ظاہر ہے۔ کہ شراب بوجہ اپنے نقصانات کی کثرت کے طیبات میں سے شمار نہیں ہو سکتی۔ لیکن خبائث میں شمار ہو سکتی ہے۔ اور خبائث کی نسبت قرآن کریم میں ہے۔ ویحرم علیہم الخبائث کہ یہ رسول ہر ایک خبیث چیز کو حرام قرار دیتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ شراب بوجہ غلبہ خباثت کے حرام ہے۔ دوسری آیت جو اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن والاثم (سورہ اعراف) کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک قسم کی بے حیائی کو جو ظاہر یا پوشیدہ ہو۔ اور نیز اثم کو حرام کیا ہے۔ پس شراب میں چونکہ غلبہ اثم ہے۔ اس لئے وہ حرام ہوئی۔ اس آیت کریمہ میں فحش ظاہری و باطنی سے بھی منع کیا ہے۔ پس جب فحش حرام ہوا تو جو محرکات ...... فحش کے ہونگے۔ وہ بھی حرام ہونگے اور چونکہ شراب محرک فحش ہے۔ اس لئے اس کی حرمت بھی ثابت ہے۔ یہ بھی واضح ہو۔ کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی شے نہیں۔ جو کہ محض ظلمت ہو۔ اور اس میں نفع کا حصہ کوئی بھی نہ ہو۔ پس یہ خیال کہ چونکہ اس میں نفع بھی ہے اور ضرر بھی۔ اس لئے نفع کی حد تک اسے استعمال کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ غلط ہے۔ کیونکہ خواہ کتنی ہی کم سے کم مقدار کیوں نہ استعمال کی جاوے۔ بہر حال اس مقدار میں ضرر بالمقابلہ نفع کے زیادہ ہوگا۔ اور اسکی اقل درجہ مقدار بھی مذکورہ بالا بحث کی رو سے حرام ہو جاویگی۔ شریعت حقہ اسلام نے انسانوں کے لئے وہی اشیاء اور مقدار حلال کی ہیں جنمیں نفع بہ نسبت نقصان کے غالب تر ہے۔ اور اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث (پ ۹ رکوع ۸)

کارخانہ راحت روحی متعلق حاجی گنج محمد عبد اللہ و اسعد اللہ احمدی۔

یہ کارخانہ راحت روحی عطریات وغیرہ قدیم سے جاری ہے۔ ہر قسم عطریات وغیرہ بکفایت تیار ہوا کرتی ہیں لہذا بنظر ترقی کارخانہ شائقین و تجاران کیتجد متیں اطلاع دی جاتی ہے۔ بطور نمونہ ضرور طلب فرماویں۔ ناپسند ہونے پر کارخانہ ترقی سے محروم رہے گا۔ چند عطرات اصلی کا نام مندرجہ فہرست کئے گئے ہیں۔ اور فرضی بلحاظ طوالت متروک ہیں۔ اور نقلی عطریات بمبئی روغن پر بھی ہر قسم کی ایک آنہ تولہ سے چار آنہ تولہ تک موجود ہے۔ روغن چنبیلی حنا کیوڑہ وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے دس روپیہ تک موجود عطر دان ہر قسم اور شیشی بھی موجود ہیں۔ گلقند۔ مربجات۔ عرقیات۔ وغیرہ اشیائے متذکرہ بالا صرف پاؤ آنہ کارڈ پر خواہ بذریعہ وی پی یا پیشگی قیمت پر طلب فرمایا جاوے۔ ہماری پارسل کا خرچہ ضرور پیشگی آنا چاہیئے چونکہ بعض صاحبان پارسل واپس کر دیا کرتے ہیں جس سے کارخانہ کو نقصان ہے۔ پتہ نشان صاف الفاظ میں لکھا جاوے۔ فقط

(فی تولہ)	نام عطریات	(فی تولہ)				
راحت روحی	ہے	عہ	عصہ	۱۲ار	۸ر	
خنائی	ہے	عہ	عصہ	۱۲ار	۸ر	
عنبری	صہ	للعہ	ہے	عصہ	۱۲ار	
اگر	عہ	ہے	صہ	ہے		
روح گلاب	صہ	للعہ	صہ			
روح خس	صہ	للعہ	ہے	عہ		
روح پاندری	ہے	عہ	عصہ۸ر			
مصالہ	عصہ۸ر	عصہ	۱۲ار			
موتیا	ہے	عہ	عصہ	۱۲ار	۸ر	
گلاب	صہ	ہے	عہ	عصہ	۱۲ار	۸ر
چنبیلی	للعہ	ہے	عہ	عصہ	۱۲	۸ر
کیوڑہ	ہے	عہ	عصہ۸ر	عصہ	۱۲	۸ر
چمپا	ہے	عہ	عصہ	۱۲ار	۸ر	
مولسری	ہے	عہ	عصہ	۱۲ار	۸ر	
دونہ	عصہ۸ر	عصہ	۱۲ار	۸ر		

چونکہ یہ احمدی بہائی ہیں اور دیرینہ مخلص خادم ہیں۔ اس لئے ہم نے اشتہار اعانۃً دیا ہے شائقین عطر بھی انکی کارخانہ کی امداد فرماویں۔ ایڈیٹر۔

قطرہ قطرہ سیلے شود۔

منشی محمد حسین صاحب کلارک جن کا ذکر ہم نے کبھی گذشتہ نمبر میں خطوکتابت اور توسیع اشاعت کے متعلق کیا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری صلاح ہے۔ کہ آپ اخبار کا چندہ بجائے ۲؎ کے ۲؎ کر دیں۔ تو بہت بہتر ہے۔ اور میں ۱۹۰۵ء سے ۲؎ ہی دیا کروں گا۔ اور میں بذریعہ آپ کی اخبار کے اپنے تمام احمدی جماعت کے پاس جو کہ اخبار کے خریدار ہے۔ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ سب کے سب بجائے ۲؎ کے ۲؎ دینا منظور کریں۔ ان کے واسطے دو آنے کی تو بات کچھ شے نہیں۔ مگر کارخانہ کے واسطے بہت مفید ہے۔ اور جو صاحب میری اس تجویز کو منظور کریں گے۔ اللہ تعالےٰ سے اس کا اجر پاوینگے۔

اگرچہ میرا دلی منشا ہے۔ کہ اخبار کی قیمت بجائے ۲؎ کے صرف ۱؎ روپیہ ہو جاوے۔ تاکہ یہ ہر ایک ادنی استطاعت کا شخص بھی اسے خرید کر فائدہ اوٹھاوے۔ مگر موجودہ زیر باری اور حالت کے لحاظ سے اس میں شک نہیں۔ کہ یہ بھی عمدہ تجویز برمحل امداد کی ہے۔ (ایڈیٹر)

ریویو

کسی اخبار کی نسبت صرف اُسکے ابتدائی نمبر اور مضامین دیکھکر لب کشائی اور مدح سرائی میرے نزدیک مناسب نہیں۔ کیونکہ کئی ایسے رسالے اور اخبار نکلتے ہیں۔ جو کہ اپنے پہلے نمبروں میں اعلیٰ اور لطیف مضامین پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لیکن پھر بعد میں انکی وہ آب و تاب کسی صورت سے بھی نہیں رہتی۔ نہ وہ چھپائی۔ نہ وہ کاغذ اور نہ مضامین میں وہ جولانی طبع ہوتی ہے۔ جو کہ اول نمبروں میں تھی۔ اور بعض چند نمبر نکلکر بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کسی اخبار پر ریویو کرنے کا حق دراصل کچھ عرصہ کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اپنی اسی رائے کے ماتحت ہم ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو کے مصداق ہونا ہرگز پسند نہیں کرتے بعض نئے اخبارات ہمارے پاس آتے ہیں۔ اور اسی خیال پر انکی مدح یا ذم ہرگز نہیں کی جاتی۔

حال میں ایک ہفتہ وار اخبار ہندوستان نام لاہور سے شائع ہوا ہے جسکے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ صاحب حافظ آبادی ہیں۔ جو کہ پیسہ اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ بعض اخباروں نے انکی مضمون نگاری کی تعریف کی ہے۔ اس اخبار کے کارخانہ نے انتظام کیا ہے کہ اس کا کوئی نمبر ایک ہزار سے کم شائع نہ ہو۔ سوشیل اور پولیٹیکل معاملات پر بحث اس کا مقصد ہے۔ اسکے نمبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو پبلک اور اشتہاری دنیا نے بڑی قدردانی سے اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ مع اشتہاروں کے ۲۴ صفحہ حجم ہے اور سالانہ قیمت ۵؎ روپیہ ہے۔ اس وقت اس کی عمر ۵ ماہ کی ہے۔

حقوق اخوت [1]

پیارے ناظرین خدا کا ہم پر کیسا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہم سب کو ایک رشتہ اخوت میں گانٹھ کر ایکدوسرے کا تسکین و مددگار بنا دیا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو کہ ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی۔ اسکے اہل وہی ہوتے ہیں جو خدا کے فضل کے اہل ہوتے ہیں قرآن کریم میں جن باتوں کا احسان اور انعام اللہ تعالے نے اپنے مومن بندوں پر جتلایا ہے منجملہ انکے ایک اخوۃ بھی ہے جو کہ دراصل خوش خلقی کا نتیجہ اور ایمان کے کمال کا ثبوت ہے۔ پھوٹ کے جو بُرے نتائج انسان کو بھوگنے پڑتے ہیں۔ اور ان کا نقشہ اگر دیکھنا منظور ہو تو آجکل کے مسلمانوں کی حالت کو دیکھ لو۔ اُس پھوٹ کے مقابلہ پر یا اُسکا علاج اگر کوئی شے ہے تو یہ اخوۃ ہی ہے جو کہ ہمکو خدا تعالے نے اپنے ایک برگزیدہ کی طفیل عطا کی ہے اسی اس نعمت کا ذکر احسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس رکوع کی ابتدا تقوے کے وصایا سے کی ہے اور بتلایا ہے کہ حقیقی اخوۃ کی روح تم میں اُسوقت نفخ ہوگی جبکہ تم میں تقوے ہوگی اور خدا کی اطاعت میں تم ایسے محو ہو کہ کوئی وقت اور گھڑی تمہاری اُس کی فرمانبرداری سے خالی نہو۔ حتے کہ موت بھی اُس حال میں آجاوے کہ تم سب نے قرآن شریف کا جوا اپنی گردنوں پر لیا ہو۔

احمدی بھائیوں سے رات دن جو ہماری ملاقات ہوتی ہے اور حسن اخلاق حسنہ سے ایکدوسرے کے ساتھ ہمکو پیش آنا چاہئے وہی حقوق اخوۃ ہیں جنپر ہماری نجات کا مدار۔ اور جو ہمارے مولا کی رضامندی کا موجب ہیں۔ یہی وہ اعمال ہیں جنکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت انسانکو حاصل ہوتی ہے نفوس کا تزکیہ ہوتا ہے اور قرب الٰہی کے مراتب بڑھتے ہیں۔ چونکہ یہ ایسے معاملات ہیں جنسے رات دن ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ اور یہ ایسے اعمال ہیں کہ انکے بجا لانے میں کوئی وقت یا مال خرچ نہیں کرنا پڑتا اور صرف زبان کے ہلانے سے ایک خیر کثیر حاصل ہو جاتی ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ باہمی اخوۃ کے حقوق کو درج اخبار کیا جاوے جس سے ہم اور آپ دونوں مستفید ہوں منجملہ ان حقوق کے جو اخوۃ سے دو بھائیوں میں قائم ہوتے ہیں ایک حق مال میں ہے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ دو بھائیوں کی مثال ایسی ہے جیسے دو ہاتھ۔ کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور ایک ہی غرض کی تکمیل کے لئے ایکدوسرے کی مدد کرتا ہے اور بعضوں نے حقوق اخوت کو تین قسموں میں تقسیم کر کے سب سے کمتر اور ادنے درجہ کی قسم یہ قرار دی ہے کہ اپنے بھائی کو منزلہ اپنے خادم کے جانا جاوے تاکہ اموال میں جو کچھ بیس انداز ہو اور اُسے اُسکی ضرورت ہو تو بدوں اُسکے مانگنے کے اُسکے حوالہ کر دیا جاوے اور اسمیں یہ بھی کہا ہے کہ اگر اُسکو تم سے مانگنے کی حاجت ہوئی تو سمجھو کہ تمہاری طرف سے حقوق اخوت کی بجا آوری میں فرق اور کوتاہی ہوئی ہے دوسرا مرتبہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ اپنے بھائی کو قائم مقام اپنے نفس کے شمار کیا جاوے اور مال میں اُسکی شرکت یہانتک پسندیدہ ہو کہ نصف نصف بانٹ لینا بالکل ناگوار نہ گذرے سلف صالحین میں دوستوں کا یہانتک دستور تھا کہ ایک چادر کے دو ٹکڑے کر کے آدھی آپ رکھتے اور آدھی دوست کو دیدیا کرتے اور اعلےٰ ترین مرتبہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ دوست کو اپنے نفس پر ترجیح دیجاوے اور اُسکی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم جانا جاوے اسمیں شک نہیں کہ یہ ایک اعلیٰ مرتبہ ہے جس میں انسانکو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنیکا بڑا موقعہ پیش آتا ہے مگر مذہب اسلام ایسا مذہب ہرگز نہیں کہ جس نے کوئی ایسی تعلیم پیش کی ہو جسکے بوجھ کو انسانی قوائے نہ برداشت کرتے ہوں چنانچہ اس قسم کے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے عملی طور پر یہ سب نمونے بڑے خلاص اور صدق کے ساتھ خدا کی رضامندی کے لئے دکھلائے ہیں جیسے کہ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چند صوفی مذاق لوگوں کی چغلی کسی خلیفہ کے سامنے ہوئی جنمیں ایک صاحب ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے خلیفہ وقت نے سب کو گردن مارنیکا حکم دیا تو ابو الحسین رح سب سے پیشتر جلاد کے سامنے چلے گئے اور کہا کہ سب سے پیشتر مجھکو قتل کرو یہ قربانی اپنے دوستوں کے لئے دیکھکر آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ وہ لوگ کسطرح اپنی زندگی سے دوسروں کی زندگی کو مقدم خیال کرتے تھے اور اپنے نفس کو بالمقابل دوسروں کے کسقدر ذلیل اور عاجز خیال کرتے تھے جب حاضرین نے اس قربانی کی وجہ اُن سے دریافت کی تو فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس لحظہ میں اپنے بھائیوں کی زندگی کو اپنی زندگی پر مقدم کروں۔ اُنکے اس حقیقی صدق اور اخلاص سے بھرے ہوئے قول جو کہ صرف قول ہی نہیں بلکہ ایک عملی نمونہ تھا حاکم وقت پر یہ اثر پڑا کہ سب کی رہائی ہوگئی۔ پس اگر ان تینوں مراتب میں سے ہمیں کوئی بھی حاصل نہیں اور ہر حالت میں ہمارا اپنا ہی نفس مقدم ہے تو جاننا چاہئے کہ اخوۃ کے حقیقی نور سے ابھی ہمارا باطن منور نہیں ہے لیکن یہ باتیں اون لوگوں سے کیوں سرزد ہوتی تھیں اسلئے کہ ان کے نفوس کا تزکیہ تھا اور نفسانی میل اور آلائش سے پاک و صاف ہو کر انکے دل ایمان کا آئینہ بنے ہوئے تھے اسلئے ہمارا ہادی اور مقتدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام فرماتا ہے کہ ہم ایمان اخلاص اور صدق میں ترقی کریں تاکہ ہمارے اندر بھی اللہ تعالیٰ اسی قسم کی ایک روح اخوۃ اور ہمدردی کی نفخ کر دے اور اسی روح کا ہونا ہر ایک قسم کی ترقی قومی کی جڑ ہے اور سب توفیق اللہ کو

مخالفوں کے اقسام

ایکبار ایک نوجوان مولویصاحب جنکے والد ماجد تو احمدی تھے مگر یہ نوجوان بعض مخالف مولویوں کے زیر اثر ہونیکی وجہ سے اس نعمت سے محروم تھے بعض احمدی دوستونکی تحریک سے قادیان میں آئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب سے کچھ عرصہ تک گفتگو کرنیکے بعد انہوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص صحت نیت سے حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں تحقیق اور غور و فکر کرتا ہے یا بعض مخالف علما کو متقی جانکر اور انپر حسن ظن رکھنے کیوجہ سے بیعت نہیں کرتا اور اسکی نیت میں فساد اور شر نہیں ہے اور ایسی ہی حالت میں بلا قبولیت مرزا صاحب کے مرجاوے تو یہ امر اسکی نجات کا محتمل ہے کہ نہیں"۔ اسکا جواب جو حضرت حکیم نور دین صاحب نے مولویصاحب کے اصرار پر تحریر کر کے دیا وہ ہدیہ ناظرین ہے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

ہمارے مخالف لوگ تین قسم کے ہیں اول وہ جو ہمکو خوب جانتے بوجھتے اور سمجھتے ہیں اور پھر بھی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ میرے نزدیک بہت بُرے ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو کہ اس اختلاف کیطرف توجہ ہی نہیں کرتے جو ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان ہے اور اُسطرف توجہ ہی نہیں کرتے یہ لوگ بھی اچھے نہیں کیونکہ ایک عظیم الشان شور و غل میں اچھے اور جھوٹے میں تمیز کرنا نہیں چاہتے۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے معاملہ میں خوب غور کرتے ہیں اور اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ حق ظاہر ہو اور اُسکے متبع بن جاویں۔

اور بعض ایسے لوگ جنکو یہ غور کرنیوالا اچھا سمجھتا ہے اُنکو متقی جانتا ہے وہ مخالفت کرتے ہیں تو یہ امر اور بھی اس شخص کے لئے موجب ابتلا ہے۔ تو ایسے شخص کا معاملہ حوالہ بخدا کرتا ہوں۔ وھو اعلم بمن اتقی و علمہ عند ربی و ھو علیم بذات الصدور۔

نور الدین۔ ۲۰ رجون ۱۹۰۴ء

* یہ مضمون نمبر اول کا تھا مگر غلطی سے رہ گیا تھا۔

نظم عربی طبعزاد جناب حافظ روشن علی صاحب احمدی تلمیذ حضرۃ مولانا حکیم نور الدین صاحب و برادر مجتبیٰ واخی رحمت علی صاحب ڈاکٹر مرحوم و مغفور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جَآءَ الاِمَامُ فَابْشِرُوْا یَا اِخْوَتِیْ
اے میرے بھائیو تمہیں خوش خبری ہو۔ حضرت امام تشریف لائے ہیں

قُوْمُوْا اِلیٰ اِسْتِقْبَالِہٖ یَا اَحِبَّتِیْ
میرے پیارو اٹھو۔ اُن کے استقبال کو چلیں

فَاقْضُوْا مُنَا یَاکُمْ بِوَجْہِ حَبِیْبِکُمْ
اپنی آرزوں کو اپنے حبیب کا چہرہ دیکھکر پورا کرو

لَا تَغْفُلُوْا فَتَنَبَّہُوْا بِالْقُوَّۃِ
غفلت مت کرو۔ ہمت کے ساتھ چوکس ہو جاؤ

یَا مَنْ دَعَوْتَ النَّاسَ وَقْتَ ھَلَاکِھِمْ
اے جس نے لوگوں کی ہلاکت کے وقت

دَعْوَی الْمُحِبِّ اِلیٰ جِنَانِ النِّعْمَۃِ
پیار کرنیوالوں کیطرح نعمت کے باغوں کیطرف دعوت کی ہے

اُعْطِیْتَ مِنْ رَّبِّ السَّمَآءِ رِسَالَۃً
تجھے آسمان کے رب کیطرف سے رسالت دیگئی ہے

تُوِّجْتَ مِنْ مَوْلَاکَ تَاجَ الْعِزَّۃِ
اور تیرے مولے نے تجھے عزت کا تاج پہنایا ہے

یَا حَبَّذَا اِجْتَاکَ رَبُّنَا بِالْھُدیٰ
اے بہت پیارے اور معزز دوست سیدھی راہ کیطرف

ھَادٍ وَّ مَھْدِیٌّ نَاطِقٌ بِالْحِکْمَۃِ
ہدایت کرنیوالے اور حکمت کی باتیں سنانیوالے

اَنَّا نَرٰی فِیْ وَجْھِکَ الْمُتَھَلِّلِ
ہم تیرے چمکتے ہوئے چہرہ میں ایک ایسی روشنی دیکھتے ہیں

نُوْرًا یُبَارِی الْبَدْرَ قَامِعَ ظُلْمَۃٍ
جو کہ چاند کی روشنی سے مقابلہ کرتی اور ظلمت کو جڑ سے اکھیڑتی ہے

وَاللّٰہِ اِنَّکَ قَدْ بُعِثْتَ لِخَیْرِنَا
اللہ کی قسم تو تو ہماری بہتری کے لیئے بھیجا گیا ہے

بَطَلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ جِئْتَ بِعَظْمَۃٍ
تو تو ایک پہلوان ہے جو کہ رحمٰن کیطرف سے عظمت کے ساتھ آیا ہے

یَا قَمَرَ اَرْضِ الْھِنْدِ نَوِّرْ اَرْضَنَا
اے ہند کی زمین کے چاند ہماری زمین کو روشن کر

اَشْرِجْ سِرَاجَ قُلُوْبِنَا بِالْمِنَّۃِ

یَا غَیْثَ مَاءِ الْوَحْیِ رِدْءَ کِتَابِہٖ
اے وحی کے پانی کی بارش اور اسکی کتاب کے مددگار

اَمْطِرْ عَلیٰ غُبَرَآءِ نَا بِالرَّحْمَۃِ
ہماری زمین پر رحمت کا مینہہ برسا

اَنْجَیْتَنَا مِنْ شَرِّ قَوْمٍ ھَالِکٍ
تو نے ہمیں خلاصی دی ایک ہلاک ہونیوالی قوم کی شرارت سے

وَھَدَیْتَنَا قِبَلَ الْاِلٰہِ بِشَفْقَۃٍ
اور شفقت سے ہمیں حقیقی معبود کیطرف رہنمائی کی

وَمُدَجَّجٍ کَرِہَ الْکُمَاۃَ نِزَالَہٗ
بہت سے بڑے بڑے بہادر کر زبردست بھی اُن کے مقابلے کو ناپسند کرتے تھے

لَمَّا دَعَوْتَ مُحَارِبًا بِالْقُدْرَۃِ
جبکہ تو نے زور کے ساتھ لڑنے کے لیئے اُسے بلایا

تَرَکَ الْقِتَالَ وَفَرَّ مِثْلَ نَعَامَۃٍ
چھوڑ دیا اُسنے لڑائی کو اور شترمرغ کیطرح بھاگا۔

وَضَعَ السِّلَاحَ ھُنَاکَ خَوْفَ الْمِحْنَۃِ
اور محنت کے خوف سے اپنے ہتھیار وہیں پھینکدیئے

اَنْتَ الْمُظَفَّرُ وَالْکَمِیُّ بِاَرْضِنَا
تو ہی بہادر اور تو ہی کامیاب ہماری سرزمین میں ہے

مِنْ بَیْنِ اَبْطَالٍ نَقِیٌّ بِشُبْھَۃٍ
تو ہی بڑے بڑے پہلوانوں کے درمیان سے مالی مکروہیں آیا ہے

دیوالی

چونکہ ہمارے مرشد و مولا حضرۃ مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام اہل ہنود کے لیئے کرشن اوتار ہیں۔ اور اسلیئے اب ہمیں اپنے سناتن دھرم بھائیوں سے دن بدن تعلقات بڑھنے کی امید ہے۔ لہذا اُن کے تیوہار دیوالی کی نسبت ذیل کا ریمارک غیر مناسب نہ ہوگا۔ عام روایت جو مذہبی عقیدہ کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ نیکی اور فرض شناسی کے اوتار یعنی راجہ رام چندر جی مہاراج کی واپسی اجودھیا کے وقت جب آپ لنکا سے بحیثیت فاتح اعظم کے مراجعت فرما ہوئے تھے۔ تمام رعایا نے اظہار خلوص و مسرت میں اپنے اپنے گھروں میں چراغاں کی تھی۔ اور دیوالی اسی قابل یادگار تقریب کی ایک مسرت آمیز یادگار ہے قطع نظر روایت بالا کے جو اہل ہنود کے جذبات روحانی کی سیری کا دلخوش کن ذریعہ ہے عملی صورت اس تیوہار کی یہ ہے۔ کہ ہر ایک ہندو بالخصوص ہندو دوکاندار دیوالی کے روز اپنا سال بھر کا حساب پڑتال اور صاف کرتا ہے۔ اور نہ صرف دوکان بلکہ گھر کی بھی صفائی آرائش اور زیب و زینت کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ اس عملی صورت کے نیچے پھر ایک اور خیالی روح کام کر رہی ہے۔ وہ یہ کہ ہنود کا خیال ہے

دیوالی کے روز لچھمی دیوی اوتار لیتی ہے اور اس دوکان یا گھر میں جو نہائت صاف پاکیزہ اور آراستہ ہو نزول کرتی ہے۔ بنظر دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا اعتقاد اعلے درجہ کی دوراندیشی پر مبنی ہے۔ اور ہندو قوم کو حساب کی صفائی یا مکانات کی آراستگی و پاکیزگی پر متوجہ کرنے کا بہترین ذریعہ ان حالات میں جو خیالات دیوالی منانے کی تحریک کرتے ہیں وہ واجب التعظیم ہیں اگر دیوالی کا مقصد یہ ہے۔ کہ راجہ رامچندر جی کی فتح عظیم کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے تو بھی خوب ہے کیونکہ ایسی ایک ہمہ صفت موصوف بزرگ کا تصور ہماری دماغی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اگر اسکا منشا یہ ہے کہ ہندو قوم کو حساب اور مکانات کی صفائی کا عملی سبق دیا جاوے تو بھی مناسب ہے کیونکہ یہ دونو باتیں ایک شائستہ قوم کی زندگی کا ضروری جزو سمجھی گئی ہیں لیکن آجکل دیوالی کے دن کیا ہوتا ہے۔ دیوالی سے کئی روز پہلے ہی ایسی دیوانہ کُن ہوا چل جاتی ہے۔ کہ بڑے بڑے عقلمند تعلیم یافتہ ہندو دن رات جوئے میں غرق رہتے ہیں۔ اور خاص دیوالی کے دن تو وہ زور ہوتا ہے کہ جوا کھیلنا نہ صرف نہیں بلکہ جوا نہ کھیلنا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اور گناہ بھی شخصی نہیں بلکہ قومی۔ اہل ہنود میں دیوالی کی قماربازی تو یہاں تک مقبول عام ہے۔ کہ جو شخص اس روز گناہ قماربازی کا مرتکب نہ ہو سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگلے جنم میں اُسے مینڈک کی جُون بُھگتنی پڑیگی۔ یہ نشانیاں ایک زندہ قوم کی نہیں ہیں جس قوم میں دیوالی کے دن والدین خود اپنی اولاد کو قماربازی کی اجازت اور ترغیب دیتے ہیں۔ وہ قوم شائستہ نہیں کہی جاسکتی۔ افسوس ہندو قوم کتنی گر گئی ہے۔ مگر ایک ہندوؤں پر کیا موقوف ہے۔ دیوالی میں مسلمان بھی اپنے ہمسایہ قوم کی دیکھا دیکھی جُوا کھیلتے مالی نقصان اُٹھاتے اور اپنی شرع مقدس کی نافرمانبرداری کرتے ہیں

(ہندوستان)

عجیب و غریب باتیں

ترک آریہ۔ مونگیر میں جب لوگ آریہ سماج کے زیر اثر تھے وہاں سناروں نے آخر ایک پنچائت کی اور سماجی مذہب کی پڑتال کیگئی آخر دو سناروں نے توبہ کی اور از سرِ نو سناتن دھرم اختیار کیا اجمیر میں ایک شخص جو کہ اول ہیک مت کو ترک کرکے عیسائی ہوگیا تھا اور پھر آریہ بنا۔ اسپر وہاں کے پادریوں نے آریہ سماج پر نالش کی ہے۔

قبول اسلام۔ اخبار عام روزانہ تحریر کرتا ہے کہ کوچہ حبشہ بٹالہ میں باہم آریہ سماج و سناتن دھرم مباحثہ ہوا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سناتن دھرم غالب رہا اور ایک آریہ مہاشی نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

غیر احمدی کے پیچھے نماز

اس مسئلہ پر ایک مضمون گذشتہ نمبروں میں شائع ہوا ہے جس پر بعض قوی الایمان صفا کیش اور غیور احمدی اصحاب کو از سر نو مسئلہ نماز کی تحقیق کی ضرورت پیش آئی ہے ہمیں شک نہیں کہ بعض کمزور طبائع غلط فہمی سے اس ذریعہ سے کل اور ناجائز فائدہ اٹھانے کیطرف رجوع کر سکتی ہیں لیکن خدا علیم بذات الصدور ہے یاد رہے کہ ہمارا دامن اس گناہ سے بفضل الٰہی پاک ہے کہ ہم اپنے آقا و امام حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام پر کسی قسم کا افترا باندھیں اور کوئی ایسی کلام ضبط میں لاویں جسکی اصل حضور علیہ السلام کی تقریر میں کچھ بھی نہ ہو۔ ہم خدا سے ہی ان ناشائستہ حرکات سے پناہ مانگتے ہیں

بیرونجات کے احباب کے خطوط آنے پر یہ مسئلہ دوبارہ حضرۃ مولوی عبد الکریم صاحب علیہ الرحمۃ نے مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں پیش کیا جس پر حضرۃ اقدس نے فرمایا۔ کہ میرا مذہب تو یہی ہے کہ کسی غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ حج میں بھی آدمی یہ التزام کر سکتا ہے۔ کہ اپنے ڈیرے میں نماز پڑھ لیوے۔ اور کسی کے پیچھے نہ پڑھے بعض ائمہ دین سالہا سال مکہ میں رہے لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کی حالت تقویٰ سے گری ہوئی تھی۔ اس لیے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا گوارا نہ کیا اور گھر میں تنہا پڑھتے رہے۔ یہ چار مصلے جواب ہیں یہ تو پیچھے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہرگز نہ تھے۔ اس وقت ایک ہی مصلے تھا۔ اور اب بھی جب تک چاروں اٹھکر ایک ہی مصلے نہ ہوگا۔ تب تک وہاں توحید اور راستی ہرگز نہ پھیلے گی۔

پس ہمارے ناظرین کو واضح ہو۔ کہ نہ ہمارا پہلا مضمون افترا تھا اور نہ یہ افترا ہے*

درخواست شادی

مستری میر محمد صاحب احمدی عمر قریب ۴۹ سال مشاہرہ غالباً بیس روپیہ ماہوار ساکن موضع بر نبور لودیاں ضلع جہلم حال مستری پل جناب ڈاک خانہ چند برو دانہ ضلع جھنگ کی زوجہ اول فوت ہوگئی ہے۔ لیکن وہ اپنی برادری پر فرقہ احمدی کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ جماعت میں رشتہ ہو۔ جو...

معلومات و عجائبات عالم

—— جاپانی سپاہی باریک کاغذ کی دیگچیاں بناتے ہیں پانی ابالتے وقت دیگچی کو پانی سے بھر کر اس کے اوپر پانی ڈالتے ہیں۔ اور آگ پر لگا دیتے ہیں۔ دس منٹ کے عرصہ میں پانی کھولنے لگتا ہے۔ ایک دیگچی آٹھ دس مرتبہ کام دیتی ہے اور قیمت صرف ار ہوتی ہے

—— دریائی نباتات جو کہ سمندر میں پیدا ہوتی ہے۔ جاپان اور چین میں تمام دنیا کے مقابل کثرت سے کھائی جاتی ہے

—— اگر پانی میں چند لیموں قاشیں کرکے ڈالدیے جاویں اور آدھ گھنٹہ پڑے رہیں۔ تو اُن سے غسل کرنے سے طبیعت کو تازگی اور فرحت اور جلد کو راحت ملتی ہے۔

—— ملک پیرو جنوبی امریکہ میں ایک پودہ پایا جاتا ہے۔ جس میں بھوک پیاس تھما دینے کے خواص ہیں۔ ۱۰۰ دانوں کو جوش دیکر عرق پینے سے ۴۸ گھنٹہ تک بھوک پیاس نہیں لگتی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ معدے کے اعصاب کو بے حس کر دیتے ہیں لیکن غذائیت کا کام ہرگز نہیں دیتے۔

—— انگلستان میں تجربہ ہوا ہے۔ کہ گھوڑوں کے زخم پر مرچیں لگانے سے درد اور تکلیف نہیں ہوتا۔ بلکہ آرام ہوتا ہے اس سے زخم جل جاتا ہے۔

—— واسسٹر کے ہسپتال موسومہ جنرل انفرمٹی میں ایک مریضہ آئی جسے غشی کی شکایت تھی اور ہونٹھ اور مسوڑے اس قدر متورم تھے کہ کھانا نہیں کھا سکتی تھی تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ وہ نیلے رنگ کے زہر سے بیمار ہوئی ہے۔ عورت نے کہا۔ کہ وہ نوشت و خواند کے وقت نیلے رنگ کی پنسل ...... کو تھوک سے تر کیا کرتی تھی

—— روغن لونگ سے کہا جاتا ہے۔ کہ مچھر دور ہو جاتے ہیں

—— ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے۔ کہ کوئلہ کی خاک جو ہوا میں ملکر سانس کے ذریعہ اندر جاتی ہے۔ وہ مرض دق کو مفید ہے چنانچہ متعام اسلیسیا میں جو لوگ اس مرض میں مبتلا آتے ہیں۔ وہ صرف چند روز کے قیام سے اس لئے وہاں تندرست ہوتے ہیں۔ کہ کوئلہ کی کانوں کی وجہ سے وہ خاک ہوا میں آلودہ ہو کر انکے اندر چلی جاتی ہے

—— اخبار ترقی ایک انگریزی اخبار کے حوالہ سے لکھتا ہے۔ کہ تیلی یا قرنا بجانے سے انسان کا جسم سڈول اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پھیپھڑوں کو ورزش ہوتی ہے

—— چہرہ یا گردن پر جو سیاہ دھبے اور چھتیاں دھوپ سے پڑ جاتے ہیں اُن کا علاج ...... اندر ودھن ہے۔ اس دوا کو کوٹھی سے اُن پر لگایا جاتا ہے۔ اور علاج مکھن کا دودھ ہے۔ جس میں کپڑے کی گدی بھگو کر رات پر انکے اوپر باندھے۔ عرق گلاب اور لیموں سے بھی ایسا ہی فایدہ ہوتا ہے۔

—— بالوں کی بالیدگی کیلئے بہتر علاج ان کو ہر روز جھاڑنا اور دھوپ اور ہوا لگانا ہے۔

—— جو درخت ایک جگہ سے دوسری جگہ رات کے وقت کھود کر لگائے جاویں۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ان درختوں کی نسبت جو دن کو لگائے جاتے ہیں۔ زیادہ برقرار رہتے ہیں۔

—— ایک ڈاکٹر نے ایک قسم کے اجرام دریافت کیے ہیں جن کو پچکاری کے ذریعہ کوڑھیوں کے جسم میں داخل کرنے سے شفا ہو جاتی ہے۔ برہما میں اس ذریعہ سے ایک سو جذامیوں کو آرام ہوا ہے

—— ثقل سماعت اگر ہو۔ تو تمباکو نوشی سے پرہیز کرو۔ فرانس میں اس کا علاج اسی طرح تجربہ ہوا ہے

—— روغن کلنتی کے چند قطرے گھر میں چھڑکنے سے مکھیاں بھاگ جاتی ہیں۔

—— بھڑ کے ڈنک پر پیاز کا ملنا مجربات سے لکھا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو۔ تو پیاز کی پلٹس باندھی جاوے۔

—— رنگوں کا اثر اعصاب و عضلات پر بہت ہوتا۔ نیلے رنگ کا اثر ممکن ہے۔ اس سے درد تھم جاتا ہے۔ آنکھوں میں درد والے کو نیلے ......

ذیل کی کتب کارخانہ اخبار البدر سے مل سکتی ہیں۔ ایک خواص ضرورت کی وجہ سے بعض کتب میں رعایت ہے۔

روسی جیبی حمایل۔ ایک پیسہ والے کارڈ سے بھی چھوٹی صاف اور خوش باریک خط وزن مع جلد ۱۰ تولہ حجم ۵۲۲ صفحہ

تفسیر القرآن بالقرآن مصنفہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان احمدی اس سلسلہ کے مذاق کی یہ ایک ہی کامل تفسیر ہے سردست غنیمت ہے

شروح ترمذی بزبان عربی جلد اول و دوم

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی

جلسہ اعظم مذاہب کی رپورٹ جو کہ ۱۸۹۶ء میں بمقام لاہور میں اور حضرت مسیح موعود کا مضمون حسب پیشگوئی بالا رہا۔

عسل مصفی وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کے اثبات دعاوی کے متعلق ایک جامع کتاب

الفرقان مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی بجواب البرہان

صیانت القرآن ایضاً درّ رد فرقہ چکڑالوی

رعایتی قیمت کی کتابیں

ایک خاص ضرورت کیوجہ سے قیمتوں میں رعایت ہے

- تفسیر سورہ جمعہ
- شہادۃ القرآن
- نور القرآن حصہ اول
- اعجاز احمدی۔ در ذکر مباحثہ مصنفہ حضرۃ اقدس
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- طب روحانی علم مسمریزم
- تحذیر المومنین مصنفہ فاضل امروہی
- سواء السبیل
- اعلام الناس
- کشف الالتباس
- ایقاظ النائمین
- سر الشهادتین
- قول الصحیح
- عاقبۃ المکذبین
- شہادت آسمانی حصہ اول و دوم
- السر المکتوم
- رویائے صالحہ
- اعجاز احمدی
- سلاسل الفضائل
- سلاسل التعلیم
- سیرۃ النبی
- الہامی دعا اسم اعظم
- وفات مسیح پنجابی نظم
- پنجابی کامن
- نظم برائے مستورات

---

*اس سے ظاہر ہے کہ سابقہ ارشاد کوئی خاص صورت رکھتا ہے اور عام قسم کے آدمیوں کیلئے ہے۔

کشف الاسرار در ظہور کرشن اوتار ۔

یعنی حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کرشن اوتار کے دلائل و ثبوت میں ایک رسالہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی تصنیف فرما رہے ہیں ۔ درخواستیں دفتر البدر میں آدیں ۔

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل چھپکر شائع ہوا ۔

اس زمانہ کے مصلح کا نام **احمد** ہے ۔ جہنم ابدی نہیں ہے بلکہ قید خانوں کی مانند ایک اصلاح خانہ ہے ۔ خدا قادر مطلق خدا ہے ۔ یسوع نے اور انسانوں کیطرح وفات پائی اس کی قبر کشمیر میں ہے ۔ ہمیں چاہیئے خدا کا خوف اور اسکی محبت ہر وقت دل میں رکھیں ۔ خدا کو ایسا یاد کریں جیسا کہ باپ کو بلکہ اس سے زیادہ ۔ یہ ہمارے عقاید کا خلاصہ ہے ۔ جس میں کوئی امر مخالف عقل نہیں ہے کہاں تک ان امور میں آپ ہمارے ساتھ متفق ہیں ۔ کیا آپ تصانیف کیا کرتے ہیں ۔ اگر کرتے ہیں اور ممکن ہو تو کوئی کتاب ارسال کریں ۔ آپ کا جواب آنے پر میں بھی آپ کو کچھہ کتابیں ارسال کرونگا ۔ شائد ایسا خط لکھنے میں میں نے بہت جرأت سے کام لیا ہے ۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ آپ کیطرف سے مجھے فرحت دہ یا کم از کم دوستانہ جواب ملیگا ۔ ہمارا ملک طاعون سے تباہ ہو رہا ہے ۔ کیونکہ لوگ نیک نہیں ہیں اونہوں نے خدا کے فرستادہ کی عزت نہیں کی خدائے رحمٰن اپنے نبی ہمیشہ مبعوث کیا کرتا ہے اور ایسا ہی اُسنے اس زمانہ میں ایک رسول بھیجا ہے ۔ اس نبی کا نام **احمد** ہے خدا کیطرف سے اسکو مسیح موعود کا خطاب بھی ملا ہے ۔ اسکا مشن جلد دنیا میں پھیلیگا ۔ اور مشرق و مغرب میں جاری ہوگا ۔ کیونکہ خدائے قادر نے ایسا ہی ارادہ فرمایا ہے ۔ یہ نبی صلح اور محبت کا پیغام لایا ہے اسنے جنگوں کو بند کر دیا ہے اسکے متبع تین لاکھ کے قریب ہیں ۔ جنکو خدا نے پرہیز گاری ۔ راستی ۔ محبت اور خوف عطا کیا ہے ۔ مجھے آپ کا جواب آنے سے خوشی ہوگی ۔ اور پھر میں آپکو زیادہ باتیں لکھوں گا ۔ محمد صادق

ڈاکٹر صاحب کیطرف سے جواب

از جانب ڈاکٹر اے جارج بیکر ۔ فلے ڈلفیا

بخدمت مسٹر محمد صادق صاحب ۔

پیارے جناب اور بھائی ۔ آپ کا خط مجھے ۲۴ تاریخ کو ملا تھا ۔ مگر میں انفلوئنزا سے بیمار تھا ۔ اسواسطے تین دن جواب نہ لکھہ سکا ۔ جہاں تک ممکن ہو ۔ چند الفاظ میں اپنا مذہب ظاہر کرتا ہوں باقی آپ خود سمجھہ لیں میں ایک مسلمان ہوں اور میرے عقائد وہی ہیں ۔ جو آپ کے ہیں میں اپنے ملک اور زمانہ کے مناسب حال اسلام پر عامل ہوں ۔ نبی عیسیٰ کے متعلق میرا وہی عقیدہ ہے ۔ جو آپ کا ہے ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔
ایک ہی خدا ہے جو ازلی خدا ہے نہ وہ جنتا ہے نہ اسکو کسی نے جنا ۔ اور نہ کوئی اسکی مانند ہے ۔ ...

میں خوب جانتا ہوں کہ تمام عمیق مذہبی خیالات مشرق سے نکلے ہیں اور تمام بڑے مذہبی علماء مشرق ہی میں ہوئے ہیں ۔ عیسوی مذہب بھی مشرق ہی کا نکلا تھا ۔ لیکن آجکل جو عیسوی مذہب دنیا میں پھیل رہا ہے ۔ یہ حضرت عیسٰے کی تعلیم سے ایسا دور ہے ۔ جیسا کہ سیاہ سفید سے دور ہے ۔ بہت سالوں کی بات ہے کہ جب میں نے مشرقی علوم کو سیکھنا شروع کیا ۔ اسوقت میں نے معلوم کر لیا ۔ کہ مذہب کا سچا اصول یعنے توحید حضرت ابراہیم ۔ حضرت داؤد ۔ حضرت موسٰے ۔ حضرت سلیمان حضرت عیسٰے ۔ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا ۔ عیسوی تعلیم نے جس بات کو محسوس کیا تھا ۔ اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر دنیا میں پھیلایا میں تب سے آنحضرت کی تعلیم کا متبع ہوں اور آپ کی تمام تعلیم پر پختہ ایمان رکھتا ہوں لیکن اسلامی مسائل کو اگر لفظی معنوں میں لیا جاوے تو پوری سختی اور پابندی کیساتھ اُن الفاظ کی اطاعت ظاہر معنوں میں امریکہ کے ملک میں مشکل ہے ۔ ہمارے لوگ ایشیائی دل نہیں رکھتے اسواسطے ہمیں اپنے ملک اور زمانہ کے مطابق چلنا پڑتا ہے اتنے بڑے شہر میں جیسا فلے ڈلفیا ہے یہ امر میرے واسطے آسان نہوگا ۔ کہ جب بازار میں جا رہا ہوں تو راہ میں اپنا بوٹ اور موزے اُتار کر پاؤں دہونے کیواسطے اِدہر اُدہر پانی تلاش کرتا پھروں ۔ تاہم میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایسے وقت میں بھی دعا مانگ سکتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ میری دعا اسکے حضور میں قبول ہوئی اور وہ سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور پھر سب کچھہ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ جیسا کہ وضو کرنے کی صورت میں ۔ نماز ایک چیز ہے ۔ جو انسان کے دل اور خدا کے درمیان ایک تعلق ہے ۔ اور جب میں گھر پر ہوتا ہوں ۔ تو میں تمام قواعد نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہوں ۔ ہاں باہر اسکے واسطے دقت ہے مجھے اس بات پر خوشی ہوئی ہے ۔ کہ مشرق کے کسی نے مجھے خطاب کرنے میں اپنا وقت خرچ کیا ۔ کہ مجھے ہندوستان میں بھی کوئی جانتا ہے ۔ میں کئی دفعہ ملک میں لیکچر دیا کرتا ہوں ۔ اور جب کبھی ناواقف لوگ مشرقیوں کے متعلق غلط خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو میں اُن کا دفعیہ کیا کرتا ہوں ۔ آپ کا پھر مجھے خط آئیگا تو مجھے بڑی خوشی ہوگی اور میں خوش ہونگا ۔ کہ آپ مجھے کچھہ کتابیں ارسال فرماویں جن سے مجھے علم میں ترقی ہووے ۔ مجھے الجیریا کے ایک نوجوان مسلمان دوست سے بھی ابھی ایک خط ملا ہے یہ نوجوان پہلے فلے ڈلفیا میں رہ چکا ہے تب ہر روز میرے گھر آیا کرتا تھا ۔ اور ہم بالکل بھائیوں کی طرح تھے اور اسکی چھٹی سے بھی مجھے اتنی ہی بڑی خوشی ہوئی ہے جتنی کہ آپ کی چھٹی سے ۔ آپ بہت جلد مجھے خط لکھیں اور ہم آئندہ اس خط و کتابت کو جاری رکھیں گے ۔ حضرت مجدد کے حضور میں دعا سلام اور آپ کی خدمت میں پر محبت آداب کے ساتھ

میں ہوں آپکا نہائت اخلاص مند
ڈاکٹر ۔ اے ۔ جی ۔ بیکر ۔ ایم ۔ ڈی

کیا غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے

اسکا جواب حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود امام ہمام نے تحفہ گولڑیہ کے صفحہ ۱۸ کے حاشیہ میں در باب اِس مسئلہ کے حسب ذیل تحریر فرمایا ہے ۔

اِس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنیوالے ہلاک شدہ قوم ہے ۔ اِس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص اُنکے پیچھے نماز پڑھے ۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو ۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو ۔ جو تم میں سے ہو اسیکی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں ۔ بکلی ترک کرنا پڑیگا ۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھہ خبر نہ ہو جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھہ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں ۔

اس عبارت پر بشارت میں یہ مسئلہ جزئیہ ذیل کا بصراحت مذکور نہیں ہوا ہے ۔ کہ اگر کوئی شخص جماعت احمدیہ میں سے جسپر حج کی فرضیت بشرائطہا مندرجہ قرآن مجید و سنت صحیحہ کے ثابت ہو گئی ہو اور اس فرض حج ادا کرنیکی ضرورت کیلئے کوئی شخص احمدی حج کرنیکو جاوے تو وہ حاجی کسی ایسے شخص کے پیچھے جو مکذب بھی نہو اور اسپر اتمام حجت بھی نہوا ہو نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ۔ لہٰذا تاریخ ۵ نومبر کو حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں حسب ذیل یہ سوال پیش ہوا کہ ایک شخص بذریعہ خط کے دریافت کرتا ہے کہ میں بسبب

فرضیت حج کے حج کو جا بیٹو الاہوں وہاں غیر احمدیوں کے
پیچھے نماز ادا کرنیکا کیا حکم ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ
درصورت فرضیت حج کے جو بشرائط مندرجہ کتاب اللہ و سنت صحیحہ
کے اُس پر حج فرض ہوا ہے تو وہ غیر مکذب کے پیچھے جس پر اتمام حجت
نہوا ہو نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ اُن لوگوں پر ابھی تک
تمام حجت (پورے طور پر) نہیں ہوا اور وہ بیخبر ہیں۔ جب
اتمام حجت ہو لیگا اور پھر بھی وہ انکار کرینگے اور اس قسم کے
مشکلات پیش آویں گے تو خود اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کر دیگا وقفہ
ارشاد ۵ نومبر ۱۹۰۲ء حضرت اقدس کا عبارت پڑھو آیت
تحفہ گولڑویہ کے کچھ بھی الفت نہیں رکھتا ہے جو بعض
صاحبان کو شبہ تعارض کا ہوا ہے کیونکہ عبارت بہ ہدایت تحفہ
میں لفظ مکفر اور مکذب اور متردد کے موجود ہیں جنکے پیچھے عدم جواز
نماز کا ارشاد ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص متردد یا مکفر اور
مکذب تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ اسکو تبلیغ پہنچ گئی ہو ورنہ وہ
تردد وغیرہ کس امر میں کریگا۔ اور کس امر کی تکذیب کریگا۔ درمیان
اس ارشاد حضرت اقدس اور عبارت تحفہ گولڑویہ کے کوئی
تعارض نہیں ہے چونکہ بعض صاحبان کے خطوط ایسے آئے
تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن صاحبان نے تعارض سمجھا کر
لہذا اطلاعاً اسکو تفصیل سے بیان کیا گیا اور اگر کوئی لفظ موہم
تعارض کا پچھلے پرچہ البدر میں لکھا گیا ہو تو اسکو مسامحت پر
محمول کر لیا جاوے۔ شرائط حج کا کسی احمدی کے لئے بالفعل
ملیسر ہونا نہایت دشوار ہے۔ (مولوی محمد احسن امروہی
دیکھو صفحہ ۸)

عید الفطر اور رویت چاند

قادیان میں چاند ۱۰ نومبر کو بروز بدھ شام کیوقت نظر آیا اور جمعرات کو
اول روزہ رکھا گیا تھا اس حساب سے اگر مورخہ ۸ دسمبر کو بروز جمعرات
اگر چاند نہ نظر آتا تو مورخہ ۱۰ کو بروز ہفتہ عید ہونی چاہئے تھی
لیکن ۸ دسمبر کو جمعرات کے دن آسمان ابر آلود تھا اور چاند مطلق
نظر نہ آیا ایک صاحب کوئٹہ کیطرف سے تشریف لائے اور انہوں
نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی ہم سب لوگوں نے منگل کو
۶ نومبر شنبہ چاند دیکھا ہے بدھ کو روزہ رکھا ہے اسلئے جمعہ کو
ضرور عید ہونی چاہئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے مولوی
محمد احسن صاحب سے اس بارے میں رائے پوچھی مولویصاحب نے
کہا کہ بعض دیگر بلاد کے خطوط سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوا ہے
کہ بدھ کو اول روزہ ہوا۔ لہذا حضرت اقدس نے باوجود اس
بات کے کہ چاند نظر نہ آیا حکم صادر فرمایا کہ کل کی عید کی
منادی کیجاوے چنانچہ اسیوقت نقارہ پر چوب پڑنی شروع
ہوئی اور ارد گرد کے دیہات میں اعلان ہو گیا کہ کل ضرور عید ہوگی
عیدین کے خطبے و نمازیں حضرت اقدس کے حکم
سے مولانا حکیم نورالدین صاحب پڑھایا کرتے ہیں چنانچہ

اسدفعہ بھی حکیم صاحب نے نماز اور خطبہ پڑھایا۔ جو کہ
بہت ہی قومی آداب اور ضرورتوں کی تکمیل اور وحدت کی
تاکید پر مشتمل تھا۔ بوجہ علالت طبع کے میں اُسے صاف نہیں
کر سکا سردست اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کرتا
ہوں اور کامل طور پر آئندہ نمبر میں انشاء اللہ العزیز ہدیہ
ناظرین کرونگا۔
اول حکیم صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا رَبَّنَا وَابْعَثْ
فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ الخ پڑھکر
اسکی استجابت اور قبولیت کا مظہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ذات مبارک کو ثابت کیا اور پھر بتلایا کہ صرف دعا ہی
ایک ایسی شئے ہے جس سے کامل طور پر انسان کی دستگیری اور
مشکل کشائی ہوتی ہے اور دعا کا جزو ضروری صبر ہے
دعا مانگنے والے کو بے صبر نہ ہونا چاہئے۔ اور اسی دعا کے ذریعہ کر
ہر ایک نبی اور رسول کا بیڑا پار ہوا ہے۔ انسان بظاہر اسباب
مہیا کرتا ہے لیکن اسباب کچھ بتا ہونے پر جن اور مخفی در مخفی اسباب
کی اُسے ضرورت ہوتی ہے جن سے صحیح نتیجہ مرتب ہو انکا اُسے علم
نہیں ہوتا پس دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اُن اسباب کو بہم پہنچا کر حفاظت فرماتا ہے
دعا ایک مجرب نسخہ ہے جو لوگ اسکی حقیقت سے ناواقف ہیں
اُنکو چاہئے کہ چونکہ یہ کاملین کا ایک مجرب نسخہ ہے اسلئے حرف بحرف عملدرآمد
سے فائدہ اٹھاویں جسقدر علوم رائج ہیں انکیں سے اکثر اول
فرضی طور پر پائے جاتے ہیں پھر اُن سے عظیم الشان نتائج مرتب
ہوتے ہیں مومن کو لازم ہے کہ نبی کریم کی اتباع سے دعا کو ذریعہ بناوے
اس رسول کی بعثت سے تلاوت قرآن تعلیم حکمت
اور تزکیہ نفوس مقصود تھا پس جس حالت میں کہ تلاوت قرآن
اور تعلیم حکمت ہر زمانہ میں موجود رہتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ماموران
الٰہی کی بعثت سے تزکیہ نفس کا سلسلہ جاری نہ ہے۔
یہ ایک لطیف استدلال ماموریں الٰہی کے ثبوت پر ہے
جس سے ہمارے منکرین بے خبر ہیں۔
اسی کے ضمن میں آیۂ استخلاف وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ
آمَنُوا مِنكُمْ کی تفسیر حکیم صاحب نے بیان کی اور بتلایا کہ لوگوں
کا یہ کہنا کہ فلاں شخص اس خدمت دین کیلئے کیوں نہ انتخاب ہوا
انکی غایت درجہ کی جہالت پر مبنی ہے جب خدا کے انتخاب
پر وہ راضی نہیں ہیں تو ایک خاص شخص یا گروہ کے انتخاب پر
سب کیسے متفق ہو سکتے ہیں۔
پھر فرمایا کہ بیعت کا مقصود اپنے آپکو بیچ دینا ہی صحابہ کرام
نے کس قسم کی اطاعت کا نمونہ دکھایا اسکو اپنی دو قابل
اتباع نظیروں سے سمجھایا جو کہ ہم اصل خطبہ میں درج کرینگے
اور جماعت کو توجہ دلائی کہ انہوں نے حضرت امام علیہ السلام
کو قبول فرما کر دنیا کی لعنت تو لی ہے لیکن اب نقص اتباع سے
خدا کی لعنت کو حاصل نہ کریں تا کہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ
کے مصداق ہوں آسمانی فیوض اور برکات اور ماموریں الٰہی

کی پیچھی اتباع سے قاصر رہنے کا باعث کبر کو بتلایا۔ جو کہ اول
اول ابلیس سے سرزد ہوا تھا۔ اور یہی کبر ہوتا ہے جسکی وجہ سے
انسان تزکیہ نفس سے محروم رہتا ہے قوم کے آباء استکبار کا نتیجہ
تھا کہ خود اُسے اور موسیٰ علیہ السلام کو چالیس سال جنگل میں بھٹکنا پڑا
ذاتی ترقی کا ذریعہ ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جنکے ذریعہ سے
خود اُس انسان کو ایک جنت یعنے امن اور اطمینان کی زندگی حاصل
ہوتی ہے لیکن اسکا فائدہ اُسکی ذات تک محدود رہتا ہے اگر وہ
ترقی کرنا چاہے اور خدا کے فضل سے زیادہ حصہ لینا چاہے
تو پھر کسی دوسرے سے ملنا چاہئے کیونکہ جو خدا کا فضل دو
آدمیوں کے ملاپ پر نازل ہوتا ہے وہ ایک فرد واحد سے
سے حاصل نہیں ہو سکتا پھر اسیطرح ترقی کرتے ہوئے
قومی اجتماع اور وحدت پر ایک خاص فضل ہوتا ہے جس کا
ذکر تفصیلاً اصل مضمون میں آویگا۔
مدرسہ اور جماعت مساکین کی خبر گیری کی طرف
آپ نے خصوصیت سے توجہ دلائی مہمانوں کی مشکلات
کا ذکر کیا جسکے لئے ایک خاص جماعت کی ضرورت ثابت
کی جو کہ ان لوگوں کی خبر گیری کا اہتمام کرے اور خیرات
اور صدقات کا جو مال نقد یا جنس آوے اُس ...... کو
مناسب موقعہ پر تقسیم کیا کرے فقط

رسید زر از مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء لغایت ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء

منشی عبدالعزیز صاحب کشمیر
میاں محمد فیروز الدین صاحب امرتسر
منشی یار محمد صاحب کشمیر
منشی برکت علی صاحب گوجرانوالہ
ملک مولا بخش صاحب گورالی
پیر برکت علی صاحب رتمل
سید برکات النبی صاحب ساہجہ
منشی مظفر الدین صاحب چک ۱۰۳
منشی محمد یوسف صاحب انبالہ
مرزا عبداللہ بیگ صاحب سرادہ
میاں سردار خاں صاحب احمدی
منشی عبداللہ صاحب سیالکوٹ
منشی نعمت خاں صاحب
منشی عبدالرحیم صاحب اکوند

منشی نور احمد صاحب ڈکولہ
میاں امیر اللہ صاحب گنبد یارہ
چوہدری رستم علی صاحب انبالہ
میاں محمد عارف صاحب جادلی
میاں علیجاہ خانصاحب کمیٹی بلی
مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ
منشی نبی بخش صاحب لاہور
منشی مولا بخش صاحب احمدی ملکوٹہ
میاں عبداللہ صاحب پٹواری
منشی عبدالعزیز صاحب بٹوی
منشی انوار الحق صاحب بھاگیسر
محمد عبداللہ خانصاحب پٹیالہ
سید حیات علیشاہ صاحب
سوار کامی خانصاحب ملتان

الہام مسیح موعود علیہ السلام

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۰۲ء